

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

ارٹیسواں اجلاس

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ مورخہ 03 جون 2021ء بروز جمعرات بمطابق 22 شوال المکرم 1442 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
19	وقفہ سوالات۔	2
25	توجہ دلاؤ نوٹسز۔	
26	رخصت کی درخواستیں۔	3
27	قرارداد نمبر 114 منجانب سید احسان شاہ۔	4
42	قرارداد نمبر 115 منجانب جناب نصر اللہ خان زیرے۔	5
48	اجلاس کے غیر معینہ مدت التواء سے متعلق گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	6

## ایوان کے عہدیدار

اسپیکر-----میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

## ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-----جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر-----جناب مقبول احمد شاہ ہوانی

☆☆☆

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 03/جون 2021ء بروز جمعرات برطابق 22 شوال المکرم 1442 ہجری، بوقت شام 05 بجکر 50 منٹ زیر صدارت جناب قادر علی نائل، بینل آف چیئرمین، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کورٹ میں منعقد ہوا۔

جناب چیئرمین: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ  
الْكَبِیْرُ ط اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ ط اِنَّهُ هُوَ یُبْدِیْ وَیُعِیْدُ ط وَهُوَ الْعَفُوْرُ  
الْوَدُوْدُ ط ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ ط فَعَالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ط

﴿پارہ نمبر ۳۰ سُورَةُ الْبُرُوْجِ آیَاتِ نَمْبِرِ ۱ تا ۱۶﴾

ترجمہ: بیشک جو لوگ یقین لائے اور کیں انہوں نے بھلائیاں ان کے لئے باغ ہیں جنکے نیچے بہتی ہیں نہریں یہ ہے بڑی مراد ملنی۔ بیشک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے۔ بیشک وہی کرتا ہے پہلی مرتبہ اور دوسری۔ اور وہی ہے بخشنے والا محبت کرنیوالا۔ مالک عرش کا بڑی شان والا۔ کر ڈالنے والا جو چاہے۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ۔

جناب چیئر مین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جی زابدعلی ریگی صاحب!

میر زابدعلی ریگی: جناب چیئر مین صاحب! بات یہ ہے کہ یہ چار بجے کا time دیتے ہیں۔ kindly چیئر مین صاحب! یہ اگر چار بجے نہیں آسکتے آپ پر اپر پانچ بجے چھ بجے سات بجے رکھیں۔ دیکھیں! یہ time کی جو پابندی نہیں کریں گے تو یہ ملک، یہ قوم، یہ صوبہ کہاں سے ترقی کرے گا؟ اس طرح نہیں یہ اسمبلی ہے، جس کو آنا ہے تو most welcome، اگر نہیں آنا ہے تو وہ اپنے گھر میں رہے۔ کیوں ہم اسمبلی کو مذاق بنا رہے ہیں۔ تو جناب چیئر مین صاحب! اس پر آپ کوئی رولنگ دے دیں تھوڑی سی سخت کریں۔

جناب چیئر مین: جی شکریہ۔ میں personally معذرت چاہتا ہوں اور تمام معزز ارکان سے معافی بھی چاہتا ہوں کہ آج میں تاخیر سے پہنچا لیکن ہونا یہ چاہیے مستقبل میں سیکرٹری صاحب کہ جو time دیا گیا ہے اُس پر خصوصاً اسپیکر، ڈپٹی اسپیکر یا جو چیئر کرتا ہے وہ پہنچ جائیں۔ اور ارکان بھی اور خصوصاً منسٹر صاحب بھی اپنی حاضری یقینی بنائیں۔ جی اصغر ترین صاحب!

جناب اصغر ترین: میں زابدعلی ریگی صاحب کی بات کی حمایت کروں گا۔ یہ ہمارا معمول بن چکا ہے۔ ہر اجلاس ڈھائی تین گھنٹے تاخیر سے شروع ہوتا ہے۔ کبھی اسپیکر صاحب یہاں موجود نہیں ہوتے ہیں تو کبھی ڈپٹی اسپیکر صاحب۔ کبھی جو چیئر پرسن جس کی یہاں ذمہ داری ہے وہ موجود نہیں ہوتیں۔ جیسے آج چار بجے کا time دیا ہے، اب چھ بجکر آٹھ منٹ ہو گئے ہیں۔ یہ دو گھنٹے دس منٹ کی تاخیر سے شروع ہو رہا ہے۔ کم سے کم ایک چیئر مین صاحب کو یا جو اسپیکر صاحب یا ڈپٹی اسپیکر صاحب ہیں یا سیکرٹری اسمبلی ہیں، کم از کم اتنا تو wait نہیں کرائیں۔ یہ routine بن گیا ہے اس سے پچھلا سیشن بھی ایسے چلا، اُس سے پچھلا سیشن بھی ایسے چلا۔ kindly ذرا وقت کی پابندی کریں، چاہے آپ ہوں، چاہے ہم ہوں، چاہے وہ سیکرٹری صاحب ہوں، چاہے وہ ارکان ہوں، چاہے وہ منسٹر صاحبان ہوں جو بھی ہوں، اجلاس وقت پر شروع کریں۔ یہ ابھی دس بجے جا کر کے ختم ہوگا۔ اگر شروع کرنا ہے تو time بھی late رکھ دیں۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے۔ جی شکریہ۔ جی احسان شاہ صاحب!

سید احسان شاہ: جناب چیئر مین صاحب! میں زابدعلی ریگی صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ابھی الحمد للہ یہ میری پانچویں اسمبلی ہے لیکن میں معذرت کے ساتھ کہوں گا، بعد میں میرے یہ الفاظ بیشک آپ expunge ہونے چاہئیں کہ اتنی بے توقیر اسمبلی جو یہ ہے میں نے کبھی نہیں دیکھی ہے۔ اپوزیشن پنچر والے ہمیشہ اسمبلی کی توقیر کی باتیں تو فلور پر ضرور کرتے ہیں لیکن اسمبلی کی توقیر کا یہ عالم ہے کہ

آئے بیٹھے ہیں اپنے چیئرمین اور time پر یہاں نہیں آتے۔ حکومتی بیچر کا یہ حال ہے جناب والا! کہ ابھی ہم یہ تین بندے موجود ہیں باقی معلوم نہیں کہاں ہیں۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔

سید احسان شاہ: جان جمالی صاحب کے ساتھ یہ چار ممبرز ہم موجود ہیں۔ جناب! اسمبلی کے اجلاس کے لیے لوگوں کے ٹیکسوں کے پیسے ہم پر خرچ ہوتے ہیں۔ وہ پیسے ہم ضائع کر رہے ہیں لوگوں پر خرچ نہیں ہو رہے ہیں اس اسمبلی کے اجلاس میں اور اس کی کارروائی کے حوالے سے۔ اتنا جناب گیا گزرا اور یہ ہم بلوچستان کے cream یہاں اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارا یہ حال ہے کہ چار بجے کا اجلاس ابھی سوا چھ بج رہے ہیں۔ معذرت کے ساتھ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: جی بالکل یہ ہماری اجتماعی بے حسی کا ایک معاملہ ہے ایک روایت بنا دی گئی ہے، بالکل نہیں ہونا چاہیے۔ time کا ہمیں خیال رکھنا چاہیے۔

جناب مکھی شام لعل: یہ اجتماعی نہیں ہے یہ صرف گورنمنٹ کی طرف سے ہے۔ ہم تو ہمیشہ آجاتے ہیں مگر گورنمنٹ کا کوئی بھی نہیں ہوتا۔ تو ذمہ داری گورنمنٹ کی ہے اپنے کورم کو پورا کرنا۔ جبکہ ہم لوگ آتے ہیں گورنمنٹ والے نہیں ہوتے اس طرح اسکول میں بھی نہیں ہوتا جب کہ یہاں۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں یہ صرف اسمبلی کا مسئلہ نہیں ہے۔ ہر جگہ پر timing کے حوالے سے یہ ہماری ایک۔۔۔ (مداخلت)

میر پونس عزیز زہری: اجلاس ختم کر دیں۔ آپ اجلاس time پر شروع کریں، چار بجے کا ٹائم دیتے سوا چھ بجے شروع کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: انشاء اللہ آئندہ اس طرح نہیں ہوگا۔

میر پونس عزیز زہری: دو ڈھائی گھنٹے کی تاخیر سے۔ جناب! اس میں قصور کس کا ہے۔ پھر بھی اپوزیشن کا قصور ہے؟

جناب چیئرمین: نہیں نہیں، کسی کا نہیں یہ ہم سب کا ہے، ہمارا معاشرتی رویہ اس طرح ہے۔

میر پونس عزیز زہری: نہیں سب کا نہیں ہونا چاہیے نا۔ یہ اسمبلی ہے، اس کا کوئی طریقہ کار ہونا چاہیے۔

سید احسان شاہ: اُن کو چاہیے کہ وہ ٹھیک وقت پر House کے اندر آئیں۔ چار بجے اگر میں آ کے چیئرمین میں بیٹھا ہوں، House میں نہیں آ رہا ہوں۔ چار بجے اپوزیشن کے ہوں یا حکومت کے ہوں، تمام ممبران کو

یہاں موجود ہونا چاہیے۔ اسمبلی کے اندر ہیں لیکن ہال میں نہیں آتے۔

میر عارف جان محمد حسنی (وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات): جی آئندہ کوشش کریں گے کہ time پر آنے کی، انشاء اللہ آئندہ آپ کو یہ گلہ نہیں ہوگا۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے۔ وقفہ سوالات۔

جناب چیئر مین: جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 133 دریافت فرمائیں۔

میر احمد نواز بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر؟

جناب چیئر مین: ایک منٹ سوالات لے لیں اس کے بعد آپ کو موقع دیں گے احمد نواز! اُس کے بعد آپ کو دے دیں گے۔ جی نصر اللہ زیرے صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر۔

جناب چیئر مین: جی۔

قائد حزب اختلاف: احسان شاہ صاحب کی بات کی میں تائید کرتا ہوں۔ تمام اراکین سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ time پر آئیں۔ اور Chair سے بھی میں یہی توقع رکھوں گا کہ وہ آئندہ کے لیے اجلاس کے حوالے سے اسمبلی کے تقدس کا خیال رکھیں گے۔

جناب چیئر مین: انشاء اللہ، انشاء اللہ۔

قائد حزب اختلاف: جناب چیئر مین صاحب! میں اب یہ ایک کمیونٹی اسکول ٹیچرز جو 2007ء سے کنٹریکٹ پر appointed ہیں۔ بارہا ان کی سمری گئی ہے، ابھی بھی شاید وہ احتجاج پر ہیں۔ تو اب سوال یہ ہے کہ اگر ہم نئی ملازمتیں provide کرنے کی بات کرتے ہیں اور جو 2007ء سے لگے ہیں، اُن کو ہم terminate کرتے ہیں ختم کرتے ہیں۔ تو یہ میرے خیال میں انتہائی ظلم ہوگا۔ اسی طرح PHE میں فلٹر پلانٹ آپریٹرز ہیں یہ 2008ء کا فی عرصے سے کوئٹہ کو صاف پانی فراہم کر رہے ہیں اور مختلف علاقوں کو۔ لیکن ان کو بھی کنٹریکٹ پر رکھا جا رہا ہے۔ بارہا ان کی سمری بھی گئی ہے۔ اور ان کی کوئی بات آگے نہ سنی جاتی ہے۔ جناب چیئر مین صاحب! ریڈیو پاکستان میں بلوچستان کے 30 ملازمین ہیں، unfortunately دس سال انہوں نے کنٹریکٹ پر کام کیا، 20 اکتوبر 2020ء کو ان کو نوکریوں سے نکالا ہے۔ اب اس عمر میں وہ اپنے بچوں کا اپنے مستقبل کا کیا کریں گے، اپنے معاش کا کیا طریقہ کار نکالیں گے۔ تو یہ تمام ایسی باتیں ہیں کہ جس سے بڑا ایک برا اثر حکومت اور یہ اسمبلی پر بھی پڑتا ہے کہ ہم اُن کی نمائندگی کرتے ہوئے اُن کے لیے آواز

بلند نہیں کرتے ہیں۔ اور یہ اپنا جو طریقہ کار ہے حکومت کا اور ان لوگوں کا۔ ان کی زندگیاں اب کسی کام کی نہیں رہیں، 2007ء یا 2008ء سے لوگ اگر appoint ہوتے ہیں تو اب سارے over age ہیں نہ آگے وہ ملازمت کر سکتے ہیں نہ بھیک مانگ سکتے ہیں نہ کوئی دوسرا کام کر سکتے ہیں۔ تو ان کی اس اہتر صورت حال کو مد نظر رکھا جائے، یہ میری گزارش ہے۔ thank you

جناب چیئرمین: ok۔ شکریہ۔

میر اختر حسین لاگنو: point of order جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! میں اس ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ پچھلے دو تین اجلاسوں میں بھی ہم نے ان کا ذکر کیا کہ کونسل کے حالات کو دانستہ طور پر خراب کیا جا رہا ہے۔ پرسوں سے جناب والا! ہماری پارٹی کے ایک دوست ہیں ٹکمری بہادر علی، اُن کو بائی پاس سے آپ کی constituency سے جناب والا! اغوا کیا گیا ہے۔ تین دنوں سے لوگ strike پر بیٹھے ہیں۔ آپ سمیت جو اس constituency کے منتخب نمائندے بھی ہیں اور اس پوری حکومتی پنچر کی طرف سے ہم دو دن سے اُن کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ آج دن تک کسی نے آ کے تسلی اور تشفی کے دو الفاظ بھی اُن سے نہیں کہے۔ اور جناب والا! میں یہ بات اس floor پر کہہ رہا ہوں کہ پولیس اُس وقت کہاں تھی کہ سادہ گاڑی میں، سادہ یونیفارم سول کپڑوں میں کلاشنکوفوں کے ساتھ لوگ آتے ہیں اور دن دیہاڑے ایک معزز شخص جو اپنی قوم کے ٹکمری بھی ہیں، اپنی قوم کے دستار کا مالک بھی ہیں، ایک معتبر انسان ہیں، اُن کو آ کے وہاں سے گن پوائنٹ پر گاڑی میں ڈال کے لے جاتے ہیں۔ اس طرف سے بھی FC کی چیک پوسٹ پچاس قدم کے فاصلے پر ہے اور اُس طرف سے بھی، دونوں چیک پوسٹوں کی بیچ میں FC کے ساتھ پولیس والے بھی وہاں کھڑے ہیں۔ ان کے بیچ سے اُن کو اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ اور حکومت اس حد تک بے حس ہو چکی ہے کہ نہ حکومت، نہ کوئی منتخب نمائندہ، نہ کوئی حکومتی ذمہ دار آفیسر، نہ کوئی اور آج تک وہاں اُن کے پاس کوئی گیا بھی نہیں ہے۔ اگر کسی کو بھجوا یا تو علاقے کا جو متعلقہ تھا نہ ہے اُس کا SHO آیا ہے یا اسٹنٹ کمشنر وہ آیا ہے وہاں اُن سے request کر رہے ہیں کہ آپ لوگ اٹھیں۔ جب رات دیر تک اُن کی request پر وہ نہیں اُٹھے کہ کوئی ذمہ دار شخص آ کے ہمیں کوئی یقین دہانی اور ہمارے ساتھ کوئی وعدہ وعید کریں، پھر ہم یہاں سے اٹھیں گے۔ تو جناب والا! پھر دھمکیوں threats کا یہ سلسلہ شروع ہوا۔ ایگل فورس جس کے حوالے سے ہم نے 20 دفعہ یہاں سوالات اٹھائے، اُس ایگل فورس کے جوانوں نے اُن پر پلٹلر تھان لیئے۔ اُن کو بندوقیں دکھا کر ڈرانے کی کوشش کی گئی۔ تو جناب والا! ہم کسی جنگل کے قانون میں رہ رہے ہیں۔ یہ معاشرہ ہے یہ ایک ریاست ہے یا

یہاں کوئی جنگل کا قانون نافذ ہے کہ جس کا دل کرے وہ لوگوں کو اغوا کر کے لے جائیں، جس کا دل کرے ”وڈھ بازار“ میں تاجروں کو گولی مار دیں۔ جس کا دل کرے کہ وہ ”سارونہ“ میں ٹرکوں سے بھتہ کی وصولی کے لیے گولیاں برسائیں۔ تو جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج وہاں عورتیں، مرد، بچے بوڑھے جو احتجاج پر بیٹھے ہیں اُس کی ذمہ دار یہ موجودہ حکومت ہے اس کی وہ ناقص پالیسیاں ہیں جن کی وجہ سے آج بلوچستان میں، کوئٹہ میں کافی عرصے کے ایک سکون کے بعد آج پھر حالات یہاں پہنچ گئے ہیں کہ لوگ دوبارہ وہاں سڑکوں پر عورتوں اور بچوں کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اُس بندے کو فی الفور، جس کے پاس بھی ہے، اُن سے رابطہ کر کے اُن کو بازیاب کروائیں۔ نہیں تو بلوچستان نیشنل پارٹی یہ حق محفوظ رکھتی ہے کہ ہم پورے بلوچستان میں جتنے RCD's جتنے روڈز ہم پورے بلوچستان میں پہیہ جام کی کال دے کے پورے بلوچستان کا پہیہ جام کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ احمد نواز صاحب اُس پر بات کر لیں احمد نواز! چونکہ میرے حلقے کا ہے ٹکری صاحب۔ ایک منٹ احمد نواز، دو تین نہیں اسی سے متعلق میں پوچھ لوں ہوم منسٹر صاحب۔ جی احمد نواز صاحب۔ میرا احمد نواز بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! بالکل اختر حسین لاگو صاحب نے جو آج توجہ دلائی ہمارے ایوان میں، میں بھی اسی مسئلے پر اس میں تھوڑا اضافہ کروں۔ جناب چیئرمین! تین دن سے وہ آپ ہی کا حلقہ ہے اور اُس میں خواتین اور بچے اس شدید گرمی میں وہاں بیٹھے ہیں جو اُنکے سفید ریش ٹکری بہادر کھیلائی صاحب کو اٹھا کر، پرسوں 11:00 بجے جب وہ اپنی دکان میں بیٹھے تھے اُن کو وہاں سے اغوا کیا گیا، سفید ویگو میں سفید کپڑوں میں چند نقاب پوش لوگ آئے اُن کو اٹھا کر لے گئے۔ مشرق، مغرب، شمال، جنوب سب تھانوں میں ہم نے ڈھونڈا وہ نہیں ملا۔ تو اُن کے لواحقین نے احتجاج کا راستہ اختیار کیا ہے جو جمہوری طریقہ ہے وہاں وہ بیٹھے ہیں۔ آج تیسرا دن ہے۔ حکومتی سائیڈ سے کوئی بھی وہاں نہیں گیا ہے۔ اور ایک AC آتا ہے، ایگل اسکوڈ والے آتے اُن کو دھمکیاں دیتے ہیں۔ متعلقہ تھانے کا SHO اُن کو دھمکیاں دے رہا ہے۔ تو ہم اسمبلی کے اجلاس میں یہ توجہ پورے ایوان کا وہاں اگر حکومتی ظاہر ہمارے ضیاء صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ ایک نشست کر لیں اُن کے ساتھ آپ بھی ظاہر ہے آپ کا حلقہ ہے چیئرمین خالق صاحب ہیں یا ممبران میں کوئی آپ ایک کمیٹی بنائیں تاکہ اُن تک بھیجے اُن کے مطالبات سنیں۔ اس کے علاوہ جناب چیئرمین! آج گولی مار چوک پر ایک ڈاکٹر مراد بی بی جو اپنے ہسپتال جا رہی تھی تو صبح وہاں روڈ پر رش ہونے کی وجہ سے اُس کی گاڑی کو کسی ہیوی گاڑی نے ٹکر مار دی تو وہ گاڑی سے اتر کر وہاں کھڑے سپاہی جو ٹریفک پولیس سے اُس کا تعلق تھا اُس کو

انہوں نے مدد کے لیے طلب کیا۔ جناب چیئر مین! تو وہ بجائے اُن کو مدد دیتے اُس نے اُن کو تھپڑ مار دی یہ بلوچستان کی روایات میں پہلی دفعہ ایسا واقعہ ہوا ہے، ہماری خواتین ممبران بھی یہاں بیٹھی ہوئی ہیں اُن سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ اس واقعہ کے خلاف وہ بھی بولیں۔ کیونکہ اُس کے خلاف پھر میں پہنچ گیا SP آفس میں وہ خاتون بھی پہنچ گئی تھیں تو وہ جو سعید نامی شخص ہے اُس کو SP صاحب نے موقع پر معطل بھی کر دیا اور اُس کو میرے خیال 7 دن کے اندر اندر رپورٹ پیش کرنے کا بھی کہا۔ تو میں چاہتا ہوں کہ وزیر داخلہ کے نوٹس میں بھی ہو اور جو خواتین ہماری بیٹھی ہوئی ہیں وہ بھی اُس مظلوم ڈاکٹر کے لیے آواز اٹھائیں۔ اور اس مسئلے کو آگے لے جائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئر مین: کارروائی کی طرف جاتے ہیں لیکن اُس سے پہلے ایک منٹ پہلے ہی یہ تاخیر سے شروع ہوا ہے۔ جی۔

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: جناب چیئر مین! میں بہادر خان کھیازئی کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں یہ۔ تین دن سے خواتین سراپا احتجاج ہیں، تمام فیملی بچوں کے ساتھ بیٹھی ہیں، پرسوں رات بھی دو بجے تک میں اُن کے ساتھ تھی۔ کل میں نے ہوم منسٹر کے ساتھ میٹنگ بھی کی اس حوالے سے اور اُن کے نوٹس میں بھی یہ بات ہم لائے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب اور اسسٹنٹ کمشنر صاحب کے ساتھ بھی ہم نے میٹنگ کی۔ تو اب تک جو اس پر پیشرفت ہوئی ہے میرے خیال ہے ہمیں منسٹر صاحب بہتر بتا سکتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے نوٹس میں کل ہماری میٹنگ میں یہ بات آئی تھی۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ اچھا! نصر اللہ! اس میں دو باتیں ہیں ذرا اس کا مؤقف سنیں۔ جی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئر مین! میں اپنی پارٹی کا مؤقف دینا چاہتا تھا اگر آپ مجھے اجازت دیدیں۔

جناب چیئر مین: جی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئر مین! ایسا ہے کہ یہ جو واقعہ ہے یہ جو بہادر علی کھیازئی کا مسئلہ ہے ان کو انوا کیا گیا ہے۔ جناب چیئر مین! اس House میں ہم نے گزشتہ ڈیڑھ تین سال میں ان مسلح گروپوں، ان سماج دشمن عناصر، یہ جو سرکار کے پالے ہوئے لوگ ہیں جن کے پاس گاڑیاں ہوتی ہیں، جن کے پاس اسلحہ ہے۔ جن سے پوچھنے والا! کوئی نہیں ہوتا۔ آپ گواہ ہیں کہ اس House میں ہم نے بارہا کہا ہے۔ وہ لوگوں کو promote کرتے ہیں، لوگوں کو انوا کیا جاتا ہے۔ قلعہ سیف اللہ میں اُس دن ایک سرف گاڑی میں

مولوی غلام بنی صاحب کو اٹھایا، بعد میں جب لوگ پکڑا گئے تو ان کے پاس واکی ٹاکی تھی کالی ٹوپیاں پہنی تھیں۔ ان کے پاس کلاشکوف تھے۔ یہ یہاں سے گئے، کوسٹ سے قلعہ سیف اللہ تک۔ انہیں کسی نے نہیں پوچھا کیا یہاں چیک پوسٹ نہیں ہے یہاں FC ہے پورا صوبہ FC نے لیا ہے لیویز ہے۔ جناب چیئر مین! ان مسلح گروپوں کے خلاف کس نے آواز اٹھائی؟ بہادر علی کھیازئی کو ابھی تک، تین دن سے لوگ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج آپ کی بلیٹی چیک پوسٹ پورا دن وہاں دھرنا جاری تھا، چمن میں جو دھماکہ ہوا، جس میں 7 افراد شہید ہوئے، جمعیت نظریاتی والوں نے پورا دن وہاں احتجاج کیا۔ کیا وزیر داخلہ صاحب ان کے پاس گئے؟ کیا سیکرٹری داخلہ صاحب گئے، کوئی حکومتی عہدیدار گیا؟ جو احتجاج کر رہے تھے، دھرنا دے دیں۔ ہمارے پاس تو یہی دھرنا آواز اٹھانا۔ لیکن حکومت سوئی ہوئی ہے۔ جناب چیئر مین! میں آپ کی توجہ ایک جانب مبذول کرواتا ہوں۔ وزیر اعظم صاحب آئے کیم جون کو زیارت، زیارت میں انہوں نے کیا دیا؟ ایک اسکیم کا اعلان نہیں کیا۔ یہ میرے پاس جناب! یہاں زیارت کے MPA صاحب کی 31 مئی کی تقریر پڑی ہوئی ہے۔ اتنی لمبی چوڑی تقریر، انہوں نے وزیر اعظم سے وزیر اعظم کی اتنی تعریفیں کی ہیں۔ لیکن وزیر اعظم زیارت آئے وہاں لوگوں کو انہوں نے تکلیف دی۔ دو دن زیارت بازار بند رہا۔ اور لوگوں کو وہاں سے نکال دیا۔ زیارت کے عوام ڈر رہے پھر رہے تھے۔

جناب چیئر مین: نصر اللہ صاحب! صحیح ہے، آپ باتوں کو mix کر رہے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب وزیر اعظم سے توقع تھی۔ یہ ٹھیک ہے منسٹر توقع کر رہے تھے کہ جنوبی بلوچستان کیلئے چھ کھرب روپے کا اعلان کیا تھا۔ لہذا شمالی پشتون علاقوں کیلئے بھی وہ اعلان کر رہے ہیں۔ اس نے ایک پیسہ اعلان نہیں کیا ہے۔ وہ بیچارے ہاتھ ملتے رہے۔ پشتون میں ایک ضرب المثل ہے۔۔۔۔۔

جناب چیئر مین: آپ کامؤقف آ گیا آپ بیٹھ جائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: لیکن میں بیان نہیں کر سکا۔

جناب چیئر مین: نصر اللہ زیرے صاحب! آپ کامؤقف آ گیا ہے آپ بیٹھ جائیں۔۔۔ (مداخلت)

جناب نصر اللہ خان زیرے: وہ بیچارہ آج غائب ہے۔ تو وزیر اعظم آئے، انہوں نے زیارت کے عوام کو تکلیف پہنچائی۔ زیارت کے عوام کے خلاف سازش کی، زیارت کی میونسپل کمیٹی کی حدود کو کم کیا۔

جناب چیئر مین: آپ mix کر رہے ہیں۔ کس پوائنٹ پر اٹھے تھے کس پوائنٹ پر لے آیا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: زیارت کو وہ چھاؤنی میں تبدیل کر رہے ہیں۔ زیارت کے پبلک پوائنٹ،

پارک کو۔۔۔

جناب چیئر مین: آپ کا پوائنٹ آ گیا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ ہے وزیر اعظم، اس سلیکیٹیڈ وزیر اعظم نے زیارت کے عوام کو۔۔۔

جناب چیئر مین: شکر یہ نصر اللہ خان زیرے صاحب، پلیز بیٹھ جائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئر مین! آپ مجھے سنیں، اچھا! اُن کو یہ بھی پتہ نہیں تھا انہوں نے کہا

”کہ مجھے لگ رہا ہے زیارت میں سردی ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب چیئر مین: نصر اللہ خان زیرے صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: اور وہاں وہ کہہ رہے تھے ”کہ میں ایل پی جی دوں گا“۔ صرف ایل پی جی کا

انہوں نے کہا باقی ایک پیسہ کا بھی اعلان نہیں کیا۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب چیئر مین: بس کریں، بیٹھ جائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئر مین! وہاں پہلے سے گیس موجود ہے۔ وزیر اعظم کو یہ بھی پتہ نہیں

ہے۔ اُس نے وہاں پر پشتون عوام کے خلاف سازش کی، یہ ہے آپ کا وزیر اعظم۔

جناب چیئر مین: بیٹھ جائیں، ہوم منسٹر صاحب۔۔۔ (مداخلت۔ شور) زیرے صاحب! آپ بیٹھ

جائیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) order in the House please

جناب نصر اللہ خان زیرے: ان کو ڈوب کے مرنا چاہیے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب چیئر مین: مبین خلجی صاحب بیٹھ جائیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) پلیز بیٹھ جائیں۔ ایک منٹ ذرا

مؤقف سنیں۔ order in the house please

جناب نصر اللہ خان زیرے: اس کے وزیر اعظم نے تو وہاں کچھ نہیں دیا اور عوام کو صرف تکلیف پہنچائی۔

جناب چیئر مین: مبین خلجی صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ بہت شکر یہ دونوں کا۔ بہت شکر یہ۔ ایک منٹ میں

مؤقف سنو۔ جی ٹکری بہادر کھیازئی صاحب ہمارے حلقے کے ہیں، تین دن سے بائی پاس بند ہے۔ ہوم منسٹر

صاحب! ذرا اس کے حوالے سے اور گو لیما رچوک کا جو پوائنٹ اٹھایا تھا اُس حوالے سے آپ مؤقف دے دیں

اس موضوع پر آپ کی پارٹی کا مؤقف آ گیا ہے تین ممبروں نے اس پر بات کی ہے۔ آپ ذرا ان کو سنیں۔ جی

آپ پہلے یہ بات سنیں ٹکری کھیازئی صاحب اور گو لیما رچوک کا جو واقعہ ہوا ہے اُس پر آپ لوگوں نے کیا

کیا ہے؟

میر ضیاء اللہ لاگو (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئر مین! دوستوں نے بہت اہم مسئلے پر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے، لیکن باتیں کچھ حقیقت سے ہٹ کر بھی ہیں۔ ہر چیز کو politicise کیا جاتا ہے اس کو سنجیدگی سے نہیں لیا جاتا۔ جو بھی کرائم ہوتا ہے جو بھی جرم ہو، وہ حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اس کا سدباب کرے اور اس کی روک تھام کیلئے۔ تو پرسوں یہ واقعہ پیش آیا، رات کو تشکیل دینوید صاحبہ نے مجھے فون کیا کہ یہ اسٹرائیک چل رہی ہے، تو میں نے ان کیساتھ میٹنگ اگلے دن کیلئے سیٹ کیا۔ اور اے سی ایس ہوم کو بلایا۔ تو اس کیلئے ہم نے تمام اپنی انٹیلی جنس ایجنسیز، پولیس کو سب کو ہدایات جاری کیے ہیں کہ اس کی بازیابی بالکل حکومت کی ذمہ داری ہے، حکومت کا فرض بنتا ہے کہ جو شہری اغوا ہوتا ہے اس کو بازیاب کرے۔ اور اس کے پیچھے جو عناصر ہیں ان کو بھی دیکھ لیں۔ تو ہماری پولیس اور ہمارے انٹیلی جنس ادارے اس پر لگے ہوئے ہیں، انشاء اللہ ہم جلد از جلد اس ٹکری صاحب کو بازیاب کرانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب چیئر مین۔

جناب چیئر مین: وقفہ سوالات۔

جناب چیئر مین: نصر اللہ زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 133 دریافت فرمائیں۔ یہ سوالات ہو جائیں اس کے بعد میں آپ کو فلور دے دوں گا ثناء بھائی! میں دے دوں گا۔ صرف سوالات ہو جائیں اس کے بعد۔

جناب خلیل جارج بھٹو: جناب! یہ important personal explanation ہے۔

Please give me five minutes.

جناب چیئر مین: نہیں سوالات کے بعد دے دوں گا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: سوالات کے بعد۔

جناب چیئر مین: دونوں کو فلور دے دوں گا یہ کارروائی سے اہم ہے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے جناب چیئر مین

صاحب! میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ I request

جناب چیئر مین: جی خلیل جارج صاحب بتائیں۔

جناب خلیل جارج بھٹو: شکریہ جناب چیئر مین صاحب! جناب چیئر مین! قاعدہ 177 کے تحت میں اپنی

personal explanation کا حق رکھتا ہوں۔ جناب چیئر مین صاحب! جس طرح آج دونوں طرف

سے باتیں ہو رہی ہیں، الزامات لگ رہے ہیں، ہمیشہ ایوان کو مچھلی بازار بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح 31 مئی کو جناب چیئر مین صاحب! میں نے اپنے قائد جام کمال صاحب کی بات کی۔ اور میں نے کوئی غلط بات نہیں کی اپوزیشن والے بھائیوں سے۔ انہوں نے جناب اسپیکر! کہا کہ یہ اسمبلی selected ہے۔ تو میں نے کہا اگر یہ اسمبلی selected ہے تو آپ استعفیٰ دے کے چلے جائیں۔ آپ selected اسمبلی میں کیوں بیٹھے ہیں؟ تو اس پر جناب معزز رکن صاحب نے مجھ سے کہا ”کہ آپ خیراتی سیٹوں پر آتے ہیں“۔ جناب اسپیکر!۔۔۔

محترمہ بشریٰ رند: ہمارا بھی استحقاق مجروح ہوتا ہے کیونکہ ان سیٹوں پر ہم بھی بیٹھے ہیں ان کے اپنے لوگ بھی بیٹھے ہیں۔

جناب چیئر مین: محترمہ بیٹھ جائیں ان کو بات کرنے دیں۔

جناب خلیل جارج بھٹو: جناب چیئر مین صاحب! اگر ہم خیراتی ہیں، تو جب پاکستان بن رہا تھا، اُس وقت پنجاب اسمبلی میں ایس پی سنگھ صاحب نے ووٹ دیا۔ آج مجھے بتائیں کہ ہم اس ایس پی سنگھ جس نے پنجاب کو پاکستان کا حصہ بنایا، ہم اُس کو بھی سلیکیٹڈ اور خیراتی سمجھیں؟ اور یہ معزز رکن ہمیں بتائیں کہ آیا ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے، ادھر جتنے بھی ممبرز بیٹھے ہیں۔ چاہے وہ اپوزیشن سے ہوں چاہے وہ اقتدار سے ہوں۔ اقلیتوں نے ہر ممبر کو ووٹ دیا ہے۔ اگر ہم خیراتی ہیں، سلیکیٹڈ ہیں، تو پھر اگر ہمارے عوام نے ان کو ووٹ دیا، تو کون خیراتی اور سلیکیٹڈ ہوا؟ نمبر دو جناب چیئر مین صاحب! میں اس ایوان کا رکن ہوں، جتنا حصہ ادھر اپوزیشن کا ہے، اتنا ہی میرا ہے۔ اگر ہمیں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم خیراتی ہیں سلیکیٹڈ ہیں۔ تو آج میں کہتا ہوں ہمیں جداگانہ انتخاب دے دیں۔ اور جداگانہ دینے کے بعد یہ بھی اپنے جوتے اسمبلی میں چھوڑ دیں۔ اور میں بھی اپنے جوتے اسمبلی میں چھوڑوں گا۔ اور دیکھوں گا کہ کون آ کے پہنتا ہے۔ اس کیلئے میں زیادہ بات نہیں کروں گا۔ ہم سب بڑے ہیں۔ لیکن اقلیتوں کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ یہ بات پوری دنیا میں پہنچی ہے۔ ابھی آپ دیکھ لیں کہ ہمارے محترم اختر حسین صاحب نے جو بات کی ہے، اُس پر پوری قوم سراپا احتجاج ہے۔ میں نے روکا ہوا ہے کیونکہ یہ میری بات نہیں ہے، شاید مجھے حقیر سمجھا جائے، شاید مجھے خیراتی سمجھا جائے، لیکن میری قوم کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جس پر میں احتجاجاً واک آؤٹ کر رہا ہوں اور میں آج دیکھتا ہوں کہ اقلیتوں کیساتھ کون ہے جو ہمارے ساتھ واک آؤٹ کرتا ہے۔ بہت شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: واک آؤٹ کریں گے، کیونکہ ہم بھی انہی سیٹوں پر بیٹھے ہیں اور آئین کے مطابق ہم as a Member select ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جتنے بھی ارکان ہیں اسمبلی میں، یہ سب برابر ہیں، اس طرح کی باتیں اس مقدس ایوان کو زیب نہیں دیتیں، جب بھی بات کی جاتی ہے تو ایوان کا جو تقدس ہے جو توقیر ہے جو عزت ہے اُس کا ہر لحاظ سے خیال رکھا جانا چاہیے۔ جی آپ بھی بتادیں لیکن تھوڑا سا مختصر۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ خلیل جارج صاحب واک آؤٹ کر چلے گئے وہ ہمارے بھائی ہیں اس معزز اسمبلی کے خلیل جارج بھٹو، وہ یہاں سے واک آؤٹ کر کے چلے گئے ہیں، بالکل اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ انسان ہے، ہم سب برابری کی بنیاد پر مذہب رنگ، نسل کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ وہ اس اسمبلی کے ممبر ہیں۔ اسمبلی کے اجلاس کے دوران تلخی، تڑشی ہوتی رہتی ہے۔ الفاظ ایک دوسرے کو کہے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ کسی قوم، کسی مذہب، کسی رنگ کسی نسل کی تضحیک اور توہین ہوتی ہے۔ لہذا اسمبلی کے اندر ہونے والی بات کو نہ تو اس طرح کارنگ دیا جائے، اگر اُن کی دل آزاری ہوئی ہے، میں بلوچستان نیشنل پارٹی کی طرف سے اُن سے معذرت کرتا ہوں۔ دیکھیں! میری بات سنیں۔ ہمارے دل بڑے ہیں۔ ہم اپنے کسی معمولی چرواہے سے بھی اس وقت معذرت کرتے ہیں کہ بلوچستان میں جو ظلم اُن کے ساتھ ہو رہا ہے۔ جناب چیئرمین: اختر صاحب اور اصغر صاحب! آپ دونوں جائیں ان کو منا کے لے آئیں وہ بھی ہمارے colleague ہیں۔ جی ثناء بھائی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: دوست اُن کو لے آئیں گے میں اپنی کچھ باتیں کر لوں۔

جناب چیئرمین: جی جب تک وہ آئی گے آپ باتیں کر لیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب چیئرمین! گزشتہ تقریباً چار پانچ دنوں سے جس طرح کے عوامی نوعیت کے مسائل آپ کے سامنے آرہے ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں اسمبلی میں یہ تڑشی اور تلخی کی وجوہات کیا ہیں آج آپ اس وقت دیکھ رہے ہیں بلوچستان کو چھوڑیں کوئٹہ کی کسی بھی شاہراہ چاہے وہ مشرقی بانی پاس ہو یا مغربی بانی پاس ہو چاہے وہ بلیلی ہو چاہے وہ سریاب مل کا علاقہ ہو آپ کسی بھی جگہ کا نام لے لیں آپ کو سوائے احتجاج کے ٹائر جلانے کے حکومت کو بددعائیں دینے کے مائیں، بہنیں دوپٹہ اتار کر حکومت کو برا بلا کہہ رہی ہوتی ہیں۔ خدا جانتا ہے کہ ہمیں ان سے بھی معذرت کرنا چاہیے۔ جناب والا! 2021ء کے پہلے ایک سو بیس دن میں بلوچستان میں بد امنی کے ایک سو 80 واقعات ہوئے ہیں۔ آپ ان ایک سو بیس دن میں کوئی ایسا دن مجھے بتائیں جس میں دو سے تین بد امنی کے واقعات نہ ہوئے ہوں۔ انگو انہیں ہو رہے ہیں صحافیوں کا قتل نہیں ہو رہا۔ ٹکری کھیلائی ہمارا دوست ہیں ان کا جو انگو ہے وہاں خواتین کا احتجاج ہے۔ بلوچستان ایک دفعہ پھر جناب والا! بلوچستان

Balochistan is constantly and continuously emerging syncing بلوچستان ڈوبتا جا رہا ہے بلوچستان کا سیاسی اور معاشی استحکام داؤ پر لگا ہوا ہے بلوچستان کا انتظامی استحکام داؤ پر لگا ہوا ہے بلوچستان کے عوام کی قسمت داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ تین سالوں کے اندر دو سو ارب روپے لپس ہوئے ہیں۔ کیسے اس صوبے میں امن آئے گا؟ یہ جو سڑکوں پر احتجاج کرتے ہوئے لوگ ہیں یہ غلط حکمرانی کی وجہ سے جناب والا۔ وزیر اعلیٰ صاحب بیان دیتے ہیں کہ چالیس ارب روپے لپس ہوئے ہیں یہ اپوزیشن کی وجہ سے۔ نہیں جناب والا! آپ کی اور آپ کی حکومت کی نااہلی کی وجہ سے آپ کی بد نیتی کی وجہ سے آپ کی بغض کی وجہ سے آپ کی ان علاقوں سے نفرت کے حوالے سے آپ کی انسانوں میں تفاوت اور تفریق کے حوالے سے، دو سو ارب روپے اس غریب صوبے کے تین سالوں میں اگر خرچ ہوتے، تیس سینتیس ڈسٹرکٹس ہیں ہمارے average۔ جناب والا! ہر ڈسٹرکٹ کے پانچ سے چھ ارب روپے کا فنڈ لپس ہوا ہے۔ یہ کس نے کروایا ہے؟ ہمارے پاس تو اس کاغذ سے زیادہ کا اختیار نہیں ہے اگر ہمارے اپوزیشن کے پاس اتنا اختیار ہوتا تو جناب والا ہم ضرور اس کے جوابدہ ہوتے۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ ایک اور اہم نقطے کی طرف دلانا چاہوں گا۔ گزشتہ تین سالوں میں بلوچستان کی تعلیم کی شرح دیکھیں! اگر یہ کہتے ہیں کہ جی بلوچستان میں اپوزیشن کی وجہ سے۔۔۔

جناب چیئر مین: Order in the House

جناب ثناء اللہ بلوچ: اپوزیشن کی وجہ سے بلوچستان میں میرا اپنا حلقہ خاران میں میں ایک سال سے منت کر رہا ہوں جناب والا! دو کروڑ روپے کی ایک اسکیم پی ایچ ای کی نو ماہ سے چیف منسٹر سیکرٹریٹ میں پڑی ہوئی ہے جس میں چالیس بیچارے گاؤں دیہاتوں کو غریبوں کے لئے پانی کی ٹینکیاں بنانی ہیں۔ میری ڈیم کی اسکیمات کو ہم تو منتیں کرتے ہیں پھر بھی ہم کوئی فوج کوئی تلوار اٹھا کے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی طرف نہیں گئے کہ ہم نے آپ کو لڑائی جھگڑے میں مصروف رکھا اور آپ کام نہیں کر سکے۔ ہاں! یہ ہمارا جائز حق ہے ہر فورم پر ہم بولتے رہے ہیں بلوچستان ہمارا وطن ہے بلوچستان جل رہا ہے بلوچستان کو ایک دفعہ پھر خون خرابے کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ بلوچستان میں جو اس کی دولت ہے، اس کی ریسورسز ہیں وہ بلوچستان کے عوام پر خرچ نہیں ہو رہے ہیں۔ خاران میرا علاقہ ہے آج میں شرمندہ ہوں ان تینوں سالوں میں پورے پاکستان میں ترقی کا عمل رُک گیا ہے۔ لیکن میں آپ کو حلفیہ بتاؤں گا۔ تین سالوں میں بلوچستان میں تیس سال کی پسماندگی دیکھی ہے۔ یہ تین سال میں جو سست روی جو حکمرانی کے غلط طریقہ کار جو بے انصافی، بد نیتی، بغض بلوچستان میں تین سال سے

جاری ہے جناب والا! تیس سال بلوچستان پیچھے چلا گیا ہے۔ کون لائے گا اس کو لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ ثناء بلوچ بھی قصور وار ہے اس لئے کہ میں ممبر ہوں منتخب ممبر ہوں لیکن ان کو پتہ نہیں ہے بلوچستان کی ڈور کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔ بلوچستان کی ماؤں کی آنکھوں میں آنسو لانے والے حکمران کوئی اور ہیں۔ بلوچستان کے نوجوانوں سے نان شبینہ اور نوالہ چھیننے والے کوئی اور ہیں۔

جناب چیئر مین: شکریہ conclude کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: سرحدوں کو بند کر کے بارڈروں کو بند کر کے زمبادگاڑیوں کے نوجوانوں کو خود کشیوں پر مجبور کرنے والے کوئی اور ہیں آج میری ماں بہنوں کو بروری روڈ پر ایک دفعہ جس طرح ہزارہ برادری کی خواتین اور نوجوان جماعتیں آج ماتم ہمارے لوگوں کا بھی لگا ہوا ہے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ سریاب میں لگا ہوا ہے گوادر میں آپ کے سی پیک کا جھومر ہے آپ کہتے ہیں کہ ہمارے ماتے کا جھومر ہے گوادر کے ایک سٹیڈیم کی ہر طرف سے تصویریں لیکر پوری دنیا میں دکھاتے ہیں، دکھائیں ان باپردہ بلوچ عورتوں کو جو گوادر میں بیٹھی ہوئی ہیں بجلی اور پانی کے لئے ترس رہی ہیں۔ دکھائیں ان ہلکتے ہوئے بچوں کو جو 48 سینٹی گریڈ میں بجلی سے محروم ہیں اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے بلوچستان میں بجلی نہیں ہے۔ خاران سے لیکر ژوب تک، لوگ ہمیں جوابدہ سمجھتے ہیں اور ہم ایسے ظالموں کے ساتھ پھنس گئے۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: سوائے بلوچستان کے پیسے لپس کرنے کے ان کو کچھ نہیں آتا۔ تاریخ میں ایسا جرم ایسا ظلم بلوچستان کے ساتھ کسی بھی ایمانداری سے غیر مسلم طاقت نے بھی نہیں کیا ہوگا۔

جناب چیئر مین: conclude کر لیں ثناء بھائی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: اور جناب والا میں آپ کو بتاؤں یہ دشمنی ہے یہ سراسر بدینتی ہے نہ صرف میں یہ تو کہتا ہوں، کاش! صرف اپوزیشن کے لوگ پیاس سے مرتے ہیں مجھے دکھ نہیں ہوتا۔ یہ خاران کی اسکیمیں روکتے مجھے دکھ نہیں ہوتا یہ گوادر کی روکتے مجھے دکھ نہیں ہوتا یا کوئٹہ کی ہماری روکتے۔ انہوں نے جناب والا! اپنی اتنی بغض اور بدینتی، صالح بھوتانی صاحب تین سال سے، ایک روپیہ اسکے علاقے کے لئے خرچ نہیں ہوتا۔

جناب چیئر مین: اس بجٹ میں رکھے گئے ہیں آپ لوگوں کے لئے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: سردار یار محمد رند کو یہ کہ یہ سارے ممبران کچھ بول سکتے ہیں کچھ نہیں بولتے ہیں میں آپ کو حلفیہ بتاؤں، بلوچستان کا پہیہ رُک گیا ہے اور یہ آخری وارنگ ہے۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں بجٹ آ رہا ہے اگر

کوئی اس خوش فہمی میں ہے کہ انہوں نے ایک سال تک ایک دفعہ پھر چالیس ارب روپے لپس کئے۔ میں حلفیہ آپ کو بتاتا ہوں یہ ہم سب بیٹھے ہوئے ہیں آج ہم یہ عہد کرتے ہیں اس کے بعد جناب والا! دما دم مست قلندر بالکل ہوگا۔

جناب چیئرمین: ok صحیح ہے بہت شکریہ آپ کا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: اس دفعہ اگر کسی نے اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق سیمنٹ اور سریے والی پی ایس ڈی پی بنائی۔ انہوں نے بلوچستان کے عوام کی تعلیم کے پیسے، صحت کے پیسے، روزگار کے پیسے خوشی اور خوشحالی کے پیسے جناب والا! سیمنٹ اور سریے میں لگانے کی کوشش کی جناب والا! ہم پہلی دفعہ کورٹ میں گئے ہم اسمبلیوں میں گئے اس دفعہ جناب والا! اتنا بڑا اتلا CM سیکرٹریٹ کو لگے گا۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ آپ کا۔ صحیح ہے ok

جناب ثناء اللہ بلوچ: نہ وہ بیٹھ سکیں گے نہ ہم بیٹھ سکیں گے ایسا نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین: Ok thank you, thank you

جناب ثناء اللہ بلوچ: کہ ایک سال سے خاران کے دو کروڑ روپے کی اسکیم خاران کے 80 کروڑ روپے کے ڈیم کی اسکیم آپ رو کے اور آپ یہ سمجھیں گے کہ ادھر آپ آسانی سے حکومت کرینگے۔ نہیں جناب والا! میں خاران کے بلکتے ہوئے بچوں کو لے آؤں گا CM سیکرٹریٹ کے سامنے ہم خواتین کو لے آئیں گے گوادرسے لیکر پورے بلوچستان کے تمام بے روزگار نوجوانوں کو لے آئیں گے۔ آنے والے دو سال آپ کے لئے قیامت ہوگا۔ جس کو ہم نے پہلے شرافت کے ساتھ گزارنے دیا۔ آپ ہر دفعہ دو سو ارب ضائع کریں۔ آخر میں ایک بیان دیدیا کہ جی چالیس ارب روپے اپوزیشن کی وجہ سے لپس ہو گئے۔ بھئی مجھے چالیس دن حکومت دیدیں میں آپ کو دو سو ارب روپے خرچ کر کے دکھاؤں گا۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے بہت اچھا، بیٹھ جائیں، بہت شکریہ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: آپ بلوچستان میں اتنے عرصے کے حکمرانی تین سال سے ساری فائلوں پر بیٹھے ہیں مغل شاہی کی حکومت قائم کی ہوئی ہے۔ سیکرٹریز، سیکشن آفیسرز اور وزراء ڈرے ہوئے ہیں۔ میں حلفیہ بتاتا ہوں یہ بلوچستان میں مغل شاہی کی حکومت قائم کر کے آپ کب تک ہمارے اوپر یہ ظلم کرنا چاہیں گے۔ ہم عزت دار لوگ ہیں اس کے بعد اگر کسی نے ہمارے علاقے کے فنڈز روکنے کی کوشش کی جناب چیئرمین! ہم آپ کو دوبارہ آپ کو بتانا چاہتے ہیں کہ اس کے بعد برداشت کی حدیں ختم ہو گئی ہیں۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: ہم نے جمہوری طریقہ، عدالتوں کا دروازہ، اسمبلیاں، قراردادیں سب کچھ پیش کئے لیکن کوئی اگر ہمارے سر پر پاؤں رکھ کے اوپر جانا چاہتا ہے تو جناب والا! وہ بھی ٹخنے کے بل ماتھے کے بل گرے گا۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا please بیٹھ جائیں آپ کا مؤقف آگیا۔  
جناب ثناء اللہ بلوچ: ہمیں ناکام کر کے ہماری جماعتوں کو، ہمارے منتخب نمائندوں کو آپ سمجھتے ہیں کہ آپ عوام کے سامنے ہمارے فنڈز روک کر، ہمارے کام روک کر آپ ہمارے ضلعوں میں یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ہمیں برابر بلا کہیں گے۔ نہیں جناب والا! یہ آپ کی غلط فہمی ہے ہم اگر جیلوں میں بھی بیٹھے رہے ہمارے غریب عوام ہمارا ساتھ دینگے۔ کیونکہ اُن کو پتہ ہے کہ بلوچستان کا پہیہ کہیں اور سے رکا ہوا ہے بلوچستان کی تقدیر تیس سالوں میں اتنی خراب نہیں گئی جتنا تین سالوں میں بلوچستان کو آپ نے پیچھے دھکیل دیا۔

جناب چیئرمین: بیٹھ جائیں، بس ابھی کارروائی کی طرف جاتے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! جب بلوچستان میں بدامنی اپنی عروج پر تھی ایک سو بیس دن میں ایک سو 80 بدامنی کے واقعات نہیں ہوئے تھے؟ یہ واقعات غلط حکمرانی کی طرف نشاندہی کرتے ہیں۔ اگر کوئی ابھی بھی اور جو اسٹیک ہولڈرز ہیں جو لوگ ان کی پشت پر کھڑے ہوئے ہیں اُن کو بھی یہ پتہ چلنا چاہیے کہ اگر آپ بلوچستان میں یہ طرز حکمرانی لیجانا چاہتے ہیں تو آپ بلوچستان کو دوزخ میں دھکیل رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: ثناء بھائی! آپ کا بہت شکریہ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: آپ بلوچستان کو تکلیف اور مشکلات میں دھکیل رہے ہیں آپ بلوچستان کے ساتھ اچھائی نہیں کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: کارروائی کو تو آگے بڑھانے دیں۔ آپ نے آدھا گھنٹہ تقریر کی۔ بہت شکریہ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ مجھے امید ہے کہ آپ یہاں سے رولنگ دینگے ہماری جو اسکیمات پی ایس ڈی پی میں اپوزیشن کی گزشتہ ایک سال سے روکی گئی ہیں، اُن کو فی الفور ریلیز کیا جائے۔ ان کو آنے والی پی ایس ڈی پی میں reflect کیا جائے۔ war-footing کے، مارشل پلان بنا کے تین سال میں جو پسماندگی ہوئی ہے اس کو دو سال میں ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔ جناب والا! ہم ابھی بھی ان کو راستہ بتا سکتے ہیں۔ یہ ہمارا صوبہ ہے۔ ہم اپنی ماؤں، بہنوں اور بچوں کو بلکتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے۔ شرم کی بات ہے۔

سردیوں میں گیس کے لئے ہماری مائیں، بہنیں دوپٹہ اتار کر احتجاج کرتی ہیں گرمیوں میں بجلی کے لئے دوپٹہ اتار کر احتجاج کرتی ہیں۔ جس صوبے میں دو سو ارب تین سال میں ضائع ہوں تو جناب والا! مجھے ڈر ہے کہ ایک دن خدا جانتا ہے کہ ننگا اور برہنہ پا ہمارے، رہ کیا گیا ہے ہمارے صوبے میں۔

جناب چیئر مین: بہت بہت شکریہ آپ کا ثناء اللہ بلوچ صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب چیئر مین لیکن آپ اپنا role play کریں گے اس پر۔ thank you

جناب چیئر مین: جی جی بالکل آپ بیٹھیں میں بتاتا ہوں۔ جی نصر اللہ بھائی! آپ جائیں پلیز۔ آپ

تیسری مرتبہ اپنا سوال۔ جی بہت بہت شکریہ ثناء بلوچ صاحب۔ وقفہ سوالات جی نصر اللہ زیرے صاحب! آپ

اپنا سوال نمبر 133 دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you جناب چیئر مین Question No.133 ہے۔

جناب چیئر مین: جی کون جواب دے رہا ہے لوکل گورنمنٹ کا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: یہ 352 ہے یہ نمبر غلط لکھا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: 133 ہے۔

☆ 133 جناب نصر اللہ خان زیرے: 14 فروری 2019 کو نوٹس موصول ہوا

کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 23 اپریل 2021 کو موخر شدہ

کوئٹہ شہر میں قائم فائر بریگیڈ اسٹیشنز کی کل تعداد کتنی ہے اور ان میں کس قدر گاڑیاں موجود ہیں نیز ان اسٹیشنز میں

تعیینات آفیسران اور اہلکاران کے نام بمعہ ولدیت، عہدہ، گریڈ اور جائے تعیناتی کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر بلدیات:

میٹرو پولیٹن کارپوریشن کے فائر اسٹیشنز کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1- سٹی فائر اسٹیشن - 2- پشتون آباد فائر اسٹیشن - 3- زرغون فائر اسٹیشن - 4- عبدالحمید درانی فائر اسٹیشن۔

اس طرح کوئٹہ میں 4 فائر اسٹیشنز کام کر رہے ہیں۔ ان فائر اسٹیشنز کو دستیاب گاڑیوں کی کل تعداد 15 ہے

تفصیل ذیل ہے:-

1- فائر ٹینڈر 11 عدد (فائر ٹینڈر غیر فعال ہے) 2- فائر ہائیڈرنٹس 1 عدد 3- واٹر ٹینکر 3 عدد

شعبہ فائر بریگیڈ میں تعینات آفیسران و اہلکاران کی تفصیل ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام	ولدیت	عہدہ
-----------	-----	-------	------

1	عبدالحق	امیر حمزہ	چیف فائر آفیسر B.17
2	حسین علی	علی شفا	فائر آفیسر B.11
3	عباس	غلام نبی	2 nd فائر آفیسر B.8
4	رمضان علی	جمعہ	3 rd فائر آفیسر B.07
5	محمد قاسم	قادر بخش	ایضاً
6	محمد علی	سلطان علی	ایضاً
7	خیر محمد	چمن علی	ایضاً
8	محمد آصف	محمد افضل	ایضاً
9	خدا نیراد	محمد علی	ایضاً
10	احمد گل	محمد گل	لیڈنگ فائر مین B.06
11	محمد اقبال	عبدالعلیم	ایضاً
12	سید گل شاہ	سلطان محمد	ایضاً
13	علی شیر	صفدر علی	ایضاً
14	عمر دین	گل محمد	ایضاً
15	ساجد حسین	غلام حسین	ایضاً
16	ذاکر حسین	قربان	ایضاً
17	ذاکر حسین	جان محمد	فائر مین B.05
18	علی مدد	طاہر علی	ایضاً
19	نادر خان	محمد گل	ایضاً
20	محمد جمیل	اللہ داد	ایضاً
21	محمد افضل	عبدالحق	ایضاً
22	محمد شاہ	ارسلان خان	ایضاً

ایضاً	محمد کریم	محمد اکرم	23
ایضاً	احمد جان	احسان اللہ	24
ایضاً	عبدالکریم	جاوید اقبال	25
ایضاً	جمعہ خان	یعقوب	26
ایضاً	منظور حسین	محمد عرفان	27
ایضاً	فیروز خان	شہاب عالم	28
ایضاً	عبدالغفور	عبدالرؤف	29
ایضاً	محمد یلین	محمد سبحان	30
ایضاً	موسیٰ	محمد علی	31
ایضاً	عیوض علی	نور علی	32
ایضاً	سید محمد	لیاقت علی	33
ایضاً	علی رحیم	عبدالخالق	34
ایضاً	فیض محمد	غلام حیدر	35
ایضاً	خان محمد	جمعہ خان	36
ایضاً	عصمت علی	محمد مہدی	37
ایضاً	حیدر علی	اصغر علی	38
ایضاً	محمد امین	عبدالرزاق	39
ایضاً	محمد اسماعیل	محمد سہیل	40
ایضاً	محمد امین	نسیم اقبال	41
ایضاً	علی محمد	محمد علی	42
ایضاً	غلام علی	محمد علی	43
ایضاً	کمال خان	عبدالکبیر	44

ڈرائیور B.06	درم	بشیر احمد	45
ایضاً	تیرانی	ملتان خان	46
ایضاً	محمد حسین	غلام عباس	47
ایضاً	سلطان محمد	فیض محمد	48
ایضاً	محمد حسین	میراجان	49
ایضاً	اللہ دتہ	سلیم جوہن	50
ایضاً	نظر محمد	محمد صابر	51
ایضاً	رحیم بخش	کریم داد	52

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئر مین ابھی آپ اندازہ لگا سکتے ہیں اس سلیکٹڈ اور نا اہل حکومت کا ہم نے یہ سوال آج سے تقریباً آپ ذرا تاریخ دیکھیں اسکا۔ یہ فروری 2019ء کو جمع کیا تھا۔  
جناب چیئر مین: پہلے آپ سلیکٹڈ کا لفظ استعمال نہ کریں۔ یہاں پر بہت سارے لوگ جو ہیں، ووٹ لے کر آئے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: کیا؟

جناب چیئر مین: سلیکٹڈ کا لفظ استعمال نہ کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں جناب! ابھی ان سے اور کیا ہو سکتا ہے یہ question میں نے 4 فروری 2019ء کو دیا تھا۔

جناب چیئر مین: نہیں، question پر بات کر لیں آپ۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: آج کیا تاریخ ہے جون 2021ء کی آج 3 تاریخ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: زیرے صاحب! جب منسٹر یہاں بیٹھے تھے تو آپ نے کیوں نہیں اُن سے پوچھا؟ آج جب وہ نہیں ہیں تو آپ اُن پر چیخ رہے ہیں۔ آرام سے بات کریں ہم سن سکتے ہیں۔  
جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں آرام سے کیسے بات کریں۔

جناب چیئر مین: جواب ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: میری بات سنیں آپ۔ پہلے میری بات سنیں۔ اس سے پہلے منسٹر

صاحب روز آتے تھے جب ان سے question نہیں پوچھے۔ چُپ کر کے میری بات سُنیں آپ۔  
جناب نصر اللہ خان زیرے: میں حکومت سے میں کسی فرد کا نام نہیں لیتا ہوں۔ آپ پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔  
آپ ذمہ دار ہیں، اس آئین کے تحت آپ ذمہ دار ہیں مجھے جواب دینے کا۔

جناب چیئر مین: جواب سُنیں۔ جواب سُنیں۔ آپ کے پاس جواب ہے یا نہیں ہے محترمہ؟۔ آپ کے پاس جواب ہے اس کا؟۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: جی میں 338 کا جواب دے رہی ہوں انکو یہ 338 سوال پوچھیں۔  
جناب نصر اللہ خان زیرے: 133 ہے یہ۔

جناب چیئر مین: 133 کا ہے؟ نہیں ہے۔ اگر گورنمنٹ کی تیاری نہیں ہے تو سارے سوالات ڈیفیر کرتے ہیں پھر۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں جناب چیئر مین! یہ کس طرح ہر دن ڈیفیر، ہر دن ڈیفیر، وزراء کی فوج ظفر موج بیٹھی ہوئی ہے۔

جناب چیئر مین: چلیں آپ سوال نمبر 337 دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: Question No. 133 جی کون جواب دے گا؟۔

جناب چیئر مین: جی پڑھا ہوا تصور کیا جائے کیا؟۔ 133 کا بتا رہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: Sir وہ نہیں ہیں نا کہہ رہی ہوں۔

جناب چیئر مین: یہ سارے defer کر دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: نہیں یہ next پر لے آئیں میں جواب دوں گی۔

جناب چیئر مین: نہیں اس سوال کا کیا کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: کیونکہ ان کے ڈیپارٹمنٹ سے جواب نہیں آیا ہے اس لیے میں کہہ رہی ہوں کہ اس کو next پر کر دیں۔ اور next سوال جو 337 ہے۔

جناب چیئر مین: ایجنڈے پر جواب موجود ہے نا آپ تھوڑا سا غور سے دیکھیں نا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: وہ جواب موجود ہے، but ڈیپارٹمنٹ سے اگر ان کو مزید تفصیل چاہیے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں جناب چیئر مین! آپ ذرا میری عرض سُنیں۔ کہ جس دن جس محکمے کے

سوالات ہوتے ہیں، گیلری میں اُس کے سیکرٹری صاحب موجود ہوتے ہیں تاکہ کبھی بھی کسی بھی صورت میں وہ منسٹر صاحب کو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: آپ صرف یہ بتائیں کہ آپ کو ٹیبل کیا ہے آپ اس سے مطمئن ہیں کہ نہیں ہیں؟

جناب چیئرمین: بیٹھے ہوئے ہیں ایڈیشنل سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: تو وہ بتائیں ناں ان کو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: آپ مطمئن ہیں کہ نہیں ہیں؟

جناب نصر اللہ خان زیرے: میں مطمئن نہیں ہوں مطمئن کہاں سے ہوں۔ آپ مجھے بتاؤ کہ یہاں آپ

نے لکھا ہے کہ میٹرو پولیٹن کارپوریشن کے فائر اسٹیشن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ سٹی فائر اسٹیشن پشتون آباد، زرغون فائر اسٹیشن، عبدالحمید درانی فائر اسٹیشن، مجھے بتائیں کہ یہ پشتون آباد فائر اسٹیشن کہاں واقع ہے؟۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: بات سنیں، میسر آپ کے دور کا تھا، بہر حال یہ سوالات دوبارہ لے آئیں اس کا next اجلاس میں آپ کو جواب دے دیں گے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ کس جگہ واقع ہے؟۔

جناب چیئرمین: یہ سوال کا جواب دے دیں اس کا جواب تو آپ لوگوں نے submit کر لیا ہے، یہ جو ضمنی

سوال ان کا آ گیا۔ دیکھیں! اس طرح نہیں ہوتا ہے 2019ء سے ایک معزز رکن کا سوال آ رہا ہے۔ اور حکومت

کی طرف سے بالکل سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا۔ یہ نہیں ہونا چاہیے اس طرح۔ آپ لوگ تیاری کر کے

آئیں۔ ابھی ہر بار سوال، ہر بار ڈیفنر، ہر بار ڈیفنر۔ چیئرمین کے لیے یا اسپیکر کے بھی ناخوشگوار ایک مرحلہ

ہوتا ہے جب ڈیفنر کیا جاتا ہے۔ آپ لوگ تیاری کر کے آ جاتے تو زیادہ بہتر ہوتا اب مجھے مجبوراً وہی

repetition کرنی پڑے گی کہ اس کو پھر جو ہے اگلے اجلاس کے لیے لے جاؤں۔ اور اس ہدایت کے ساتھ اس

روننگ کے ساتھ کہ آئندہ سیشن میں تیاری کے ساتھ آپ لوگ آ جائیں۔ بلکہ تمام question ڈیفنر کیے

جاتے ہیں۔ آپ لوگ تیاری کے ساتھ آ جائیں جتنے بھی سوالات ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ان کا منسٹر نہیں ہے، پوری معلومات نہیں ہیں اس کو ڈیفنر کر دیں۔

جناب چیئرمین: ڈیفنر کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: ہیں ناں جوابات۔

جناب چیئر مین: پھر اُس میں ضمنی سوال کی تیاری نہیں ہے۔ آپ لوگ تیاری کے ساتھ آ جائیں اور مکمل بریفنگ دیں۔

جناب چیئر مین: وقفہ سوالات ختم۔ توجہ دلاؤ نوٹسز۔

جناب چیئر مین: میرزا بدلی ریکی صاحب! آپ اپنی توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت کریں۔ جی۔ جی۔ زابدلی ریکی صاحب۔

میرزا بدلی ریکی: یہ کیوں ڈیفیر ہو رہا ہے کیا وجہ ہے جناب چیئر مین صاحب؟۔ کیوں ڈیفیر ہو رہا ہے جناب چیئر مین صاحب! یہ کیا وجہ ہے لوگ تیاری کر کے آتے ہیں۔

جناب چیئر مین: میں نے کہہ دیا میں نے رولنگ بھی دے دی، میڈم ایک منٹ کا رروائی تھوڑی سی آگے بڑھائیں۔

میرزا بدلی ریکی: جناب یہ جو سوال ڈیفیر ہوا ہے پھر یہ دو سال کے بعد آئیگا۔ بار بار ڈیفیر کرنا یہ گورنمنٹ کی۔ جناب چیئر مین: ہم پابند کرتے ہیں ان کو کہ اگلے سیشن میں ضروری جو ہے وہ تیاری کے ساتھ آ جائیں اور جواب دے دیں۔

محترمہ شکلیہ نوید نور قاضی: جناب چیئر مین! گیلری میں بیٹھے ہوئے میں بلوچستان نیشنل پارٹی کے قائم مقام صدر ملک ولی کا کڑ اور سینیٹر جہانزیب جمالدینی کو ویکلم کہتی ہوں۔

جناب چیئر مین: جی ہاؤس کی طرف سے ویکلم کرتے ہیں ان دونوں شخصیات کو، شکریہ۔

جی زابدلی ریکی صاحب! توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

میرزا بدلی ریکی: جناب چیئر مین! وہ بھی ڈیفیر ہو گئے جناب چیئر مین صاحب! یہ بھی ڈیفیر ہو جائیں۔

جناب چیئر مین: نہیں یہ توجہ دلاؤ نوٹس ہے، متعلقہ وزیر یہاں پر شاید ہوں کوئی، کوئی جواب دیں۔ آپ

سوال دریافت کر لیں۔ لیکن جب سوال دریافت کریں گے صرف جواب سنیں گے اس پر بحث نہیں ہوگی۔

توجہ دلاؤ نوٹس پر بحث نہیں ہوگی۔ اس کی اجازت بھی نہیں ہے۔ سوال دریافت کر لیں اور جواب آپ وصول کر لیں۔ جی زابدلی ریکی صاحب۔

میرزا بدلی ریکی: ٹھیک ہے جناب۔ جناب چیئر مین صاحب! میں اپنی پارٹی کے حوالے سے سابق سینیٹر

جہانزیب صاحب اور ملک عبدالولی خان کو ویکلم کہتا ہوں۔

توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ وزیر برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کرواتا ہوں کہ

واشک کو جب سے ضلع کا درجہ دیا گیا ہے۔ ہر محکمہ کے دفاتر تعمیر ہو چکے ہیں۔ لیکن ضلع واشک کے ہیڈ کوارٹر میں تمام محکموں کے آفیسران و اہلکاران ڈیوٹی سرانجام نہیں دے رہے ہیں۔ جس سے ضلع واشک کی عوام کے مسائل حل ہونے کی بجائے مزید مشکلات سے دو چار ہو رہے ہیں۔ اس سلسلے میں صوبائی حکومت ضلع واشک میں تعینات غیر حاضر آفیسران و اہلکاران کے خلاف قانونی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب چیئر مین: ظہور بلیدی صاحب! یہ جو توجہ دلاؤ نوٹس ہے کوئی ہے کہ جو جواب دے اس کا؟۔ ایس اینڈ جی اے ڈی کے حوالے سے ہے۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے حوالے سے سہولیات پر سوال ہے آپ جواب دے سکتے ہیں اس کا؟۔ متعلقہ وزیر تو نہیں ہیں۔ وہ چھٹی پر ہیں متعلقہ وزیر نے درخواست دی ہے رخصت کی۔

میرزا بدلی ریکی: جناب چیئر مین صاحب! وہ بھی چھٹی پر ہیں؟۔

جناب چیئر مین: جی رخصت کی درخواست اُن کا جمع ہوئی ہے۔

میرزا بدلی ریکی: سوال بھی، توجہ دلاؤ نوٹس بھی پھر۔ پھر کیوں جناب چیئر مین صاحب! پھر کیوں اسمبلی چلا رہے ہیں؟۔ بس صحیح ہے۔ یہ کیا ہے یہ کروڑوں روپے پیسے اسمبلی میں چل رہے ہیں، یہ کیا مذاق ہو رہا ہے جناب چیئر مین صاحب؟ آخر یہ کیا وجہ ہے جناب چیئر مین صاحب! یہ گورنمنٹ یہاں پر بیٹھی ہے سیٹوں پر۔ سوائے، ابھی میں کیا کہوں اگر بات کروں تو اُن کا دل خراب ہوتا ہے۔ یہ خالی آکر بس چلے جاتے ہیں۔ سوالوں کا جواب بھی نہیں دیتے ہیں توجہ دلاؤ نوٹس ہوتے ہیں، وہ بھی نہیں آتے ہیں۔

جناب چیئر مین: توجہ دلاؤ نوٹس کے متعلقہ وزیر نہیں ہیں درخواست دی ہے رخصت کی اُسکی کوئی مجبوری ہوگی۔

میرزا بدلی ریکی: جناب چیئر مین صاحب! اس طرح نہیں چلے گا، اسمبلی۔ یہ کیا مذاق ہے اسمبلی کا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: جناب اسپیکر صاحب! میرا یہ کہنا ہے کہ جو درخواست دیتا ہے چھٹی کی، اُس کی کوئی مجبوری ہوگی۔

جناب چیئر مین: تو ابھی کوئی ہیں نہیں آپ کا جواب کون دیگا۔ میں صرف رولنگ دے سکتا ہوں کہ متعلقہ وزراء جو ہیں توجہ دلاؤ نوٹس جب آتا ہے تو جو۔۔۔ (مدامحلت۔ شور)۔

جناب چیئر مین: جی سید عزیز اللہ آغا صاحب! آپ اپنی توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔ چونکہ متعلقہ وزراء تشریف نہیں رکھتے لہذا عزیز اللہ آغا، اختر حسین لاگوار، نصر اللہ زریے صاحب کے توجہ دلاؤ نوٹس اگلے اجلاس کے لئے ڈیفر کئے جاتے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زریے: جناب چیئر مین! محترمہ کہہ رہی ہے کہ اپوزیشن کو بجٹ نہیں ملا۔ ایسا لگ رہا ہے

کہ بجٹ عوام کے ٹیکس کا پیسہ ہے، یہ کسی کی ذاتی جاگیر نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواست پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار عبدالرحمن کھیتراں صاحب، کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج

کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکر ڈوکی صاحب ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے

سے قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت

کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالرشید صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے

قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب نور محمد دمڑ صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے

قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ملک نصیر احمد شاہ ہوانی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت

منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب چیئرمین: سید احسان صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 114 پیش کریں۔

سید احسان شاہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ قرارداد نمبر 114۔ ہر گاہ کہ

ضلع کیچ کے شہر تربت جو کہ کوئٹہ کے بعد صوبے کا نہ صرف دوسرا بڑا شہر ہے بلکہ جنوب مغربی بلوچستان کا معاشی

مرکز بھی ہے۔ اگر مذکورہ شہر کو dry port declare کیا جائے تو یہ صوبہ ملک کی معیشت کو مستحکم کرنے میں کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے۔

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ تربت شہر کے معاشی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے ڈرائی پورٹ ڈیکلیر کرنے کیلئے اقدامات اٹھانے کو یقینی بنائے تاکہ وہاں کاروباری سرگرمیاں تیز ہو سکیں۔ اور صوبہ اور ملک کی معیشت بھی بہتر ہو سکے۔

جناب چیئر مین: جی قرداد نمبر 114 پیش ہوئی۔ محرک admissibility پر آپ وضاحت فرمائیں۔ قائد حزب اختلاف: جناب چیئر مین صاحب! شاہ صاحب سے انتہائی معذرت۔ میں سب سے گزارش کروں گا کہ یہ سب ملازمین احتجاج پر ہیں اگر یہاں سے کوئی چلا جائے۔ میں نے پہلے بھی ان کے بارے میں ذکر کیا تھا کہ سالہا سال سے ملازم ہیں، اب ان کو بہ یک جنبش قلم ملازمت سے نکال لیا ہے۔ تھوڑی سی اُن کی دل جوئی بھی ہو جائے۔

جناب چیئر مین: حکومتی دوارکان جائیں اور اپوزیشن کے بھی دوارکان جائیں۔ جائیں دیکھیں وہ احتجاج پر ہیں اسمبلی کے باہر ہیں اُن کی آپ سنیں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ دو جائیں حکومت خود فیصلہ کر لے کہ حکومتی ارکان جائیں۔ دوارکان جائیں وہاں۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب چیئر مین! چونکہ شاہ صاحب کی جو قرداد ہے یہ میرے علاقے سے متعلق ہے تو میں اس پہ جو ہے ممبران کو سننا بھی چاہتا ہوں کچھ بولنا بھی چاہتا ہوں۔ تو آپ برائے مہربانی دو ممبران بھیج دیں تاکہ اُن کے ساتھ بات چیت کر لیں اور اُن کے جو مسائل اُس کو address کر لیں۔

جناب چیئر مین: ہوم منسٹر صاحب اور عبدالخالق ہزارہ صاحب! آپ دونوں جائیں۔ اور دوارکان اپوزیشن کی جانب سے بھی جائیں۔ نصر اللہ! اصغر ترین صاحب! آپ جائیں۔ آغا صاحب! آپ بھی جائیں۔ جی سید احسان شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ: شکریہ جناب اسپیکر جناب اسپیکر ضلع کچھ کوئٹہ کے بعد بلوچستان کا سب سے زیادہ آبادی رکھنے والا ضلع ہے اور جناب والا وہاں پر ہمارے ڈسٹرکٹ کچھ کو، بارڈر ایریا جو ہمارا ایران کے ساتھ لگتا ہے وہ بھی بارڈر ڈسٹرکٹ کچھ کے ساتھ لگتا ہے۔ اس وقت جناب والا! مندر میں ایک کسٹم کے اسٹنٹ کلکٹر بیٹھتے ہیں۔ اور وہاں پر جتنی امپورٹ ہوتی ہے تو اُس کے through کروڑوں روپے کی سالانہ امپورٹ وہاں سے ایران سے ایکسپورٹ بھی ہم کرتے ہیں اور امپورٹ بھی کرتے ہیں چیزیں۔ تو جناب والا! تربت شہر چونکہ بلوچستان کا

دوسرا سب سے بڑا شہر ہے۔ اور وہاں پر جہاز کی سہولت بھی میسر ہیں۔ تو اگر وہاں پر اُس کو ڈرائی پورٹ ڈکلیئر کیا جائے تو بجائے اس کے کہ کسی نے اگر کوئی چیز خریدنا ہوگا وہ بجائے اُس کے کہ بارڈر جائے اور وہاں پر خطرات کے حوالے سے بھی لوگ شاید نہیں جانا چاہتے۔ لیکن تریبٹ شہر کے اندر ہر کوئی با آسانی آسکتا ہے۔ اور وہ اپنی چیزیں دیکھ سکتا ہے، چیزیں خرید سکتا ہے اور آرڈر دے سکتا ہے۔ تو جناب والا! اور باقی دیگر صوبوں میں تو ڈرائی پورٹ کا ایک انبار ہے سلسلہ لگا ہوا ہے فیصل آباد میں بھی ڈرائی پورٹ ہے، پنڈی میں بھی ڈرائی پورٹ ہے، لاہور میں بھی ڈرائی پورٹ ہے۔ بلوچستان میں سوائے کوئٹہ کے اور کئی ڈرائی پورٹ نہیں ہے۔ اور ہمارا گوادر پورٹ، سی پورٹ جو بھی ہے وہ بھی operational ابھی تک نہیں ہوا ہے۔ تو اُس کا یہ جو ڈرائی پورٹ ہو گا گوادر کو بھی facilitate کرنے کے لئے بہترین کارگر ثابت ہوگا اور ایرانی مصنوعات کو بھی امپورٹ اور ایکسپورٹ کے لئے بہترین پوائنٹس ثابت ہوگا۔ تو اس سلسلے میں میری اپوزیشن کے بیچوں سے اور حکومت کے بیچوں سے اور تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ میری اس قرارداد کو منظور کروائیں۔ اور میں مشکور ہوں ظہور بلیدی صاحب کا جنہوں نے اس قرارداد کی اہمیت کو جانا۔ اور وہ اُس پہ بات کرنا چاہیں گے۔ کیونکہ وہ علاقہ ڈسٹرکٹ ہم دونوں کا ہے، صوبہ ہم دونوں کا ہے اور لوگ ہمارے ہیں۔ تو میں چاہوں گا کہ وہ بھی اپنا وزن ڈالیں اس پر۔

جناب چیئرمین: شکریہ شاہ صاحب، جی ظہور بلیدی صاحب۔

وزیر محکمہ خزانہ: thank you جناب اسپیکر۔ سید احسان شاہ صاحب نے جو تریبٹ شہر کو ڈرائی پورٹ قرار دینے کے لئے جو قرارداد پیش کی ہے وہ انتہائی معقول ہے۔ اور وقت کی ضرورت بھی ہے۔ جناب اسپیکر! اگر آپ دیکھیں تو بلوچستان کے اکثر و بیشتر جو ایریا ہیں جو علاقے ہیں وہاں پہ جو لوگوں کی economy ہے وہ informal ہے۔ زیادہ تر ایران اور افغانستان بارڈر کے ساتھ منسلک ہیں۔ یا لوکل جو ہے گلہ بانی اور ایگریکلچر کے ساتھ لوگ وابستہ ہیں۔ تو جناب اسپیکر informal کاروبار کی جو ہے اتنی دیر پا بھی نہیں ہوتی۔ اور اس کا پتہ بھی نہیں چلتا کہ کوئی issue ہو جائے ایران میں یا افغانستان میں کسی وجہ سے کاروبار بند بھی ہو سکتا ہے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے کہ بلوچستان میں ڈرائی پورٹ جو ہے بنائی جائیں، اور گوادر پورٹ کو جو مکمل طور پر operational کیا جائے۔ جناب اسپیکر! پاکستان میں جتنے بھی علاقے ہیں جس میں بلوچستان پورا فائنا اور وہ علاقے جہاں under develop جہاں پہ جو ہے لوگ بیروزگار ہیں، اُن کا واحد حل یہ ہے کہ وفاقی حکومت statutory regulatory order کے تحت وہاں پہ tax concession دے تاکہ جو ہے

وہ آجائے وہاں لوگ investor آجائیں اور investment کریں اور لوگوں کے روزگار کا بندوبست ہو اور علاقے میں جو ہے کاروبار آجائے۔ چونکہ تربت شہر جو ہے پورے مکران کا اور including آواران وہاں کا political, economical and social and culture hub ہے اور وہاں پہا بھی سے نہیں بلکہ صدیوں سے جو ہے تربت شہر کی ایک اپنی اہمیت ہے۔ اور چونکہ گوادر میں پورٹ بن چکا ہے اور گوادر ایک strategical پورے پاکستان میں بلکہ پورے خطے میں ایک اہمیت کا حامل اختیار کر چکا ہے اور تربت گوادر کے ساتھ ہی ہے اور ایران بارڈر کے ساتھ ہے اور وہاں پہ پانی کا بھی بندوبست ہے ہر حوالے سے تربت feasible ہے۔ تو اس حوالے سے میں اس چیز کو add کرنا چاہوں گا کہ یہ جو ہمارا مکران ڈویژن ہے خصوصاً بلوچستان کے جہاں جہاں بھی feasibility ہے تو فیڈرل گورنمنٹ اس SRO کے تحت وہاں tax concession دے تاکہ جو جو Investors ہیں جہاں پہ Feasibility جس چیز commodities کی ہو، وہاں پہ investors آجائیں اور وہاں پہ invest کریں۔ اور لوگوں کے لئے روزگار کا بندوبست ہو۔ جناب اسپیکر! گورنمنٹ آف بلوچستان نے اسپیشل اکنامک زون کے حوالے سے جو initiative لیے ہیں اس میں ہمارا بوستان ہے۔ ابھی فیڈرل گورنمنٹ نے ساؤتھ بلوچستان پیکنگ کے تحت جو پروجیکٹس پاور سیکشن سیکٹر میں منظور کیے ہیں اُس میں ہے ایک 132KV کا بوستان کے لئے جو ہے وہ گرڈ اسٹیشن ہے، definitely جو ابھی یہ لگ جائے گا وہاں پر investors کے لئے بڑی سہولت ہو جائے گی اور وہ ان کو اچھا خاصہ incentive ملے گا۔ اسی طرح جو دوسرا Special Economic Zone ہے وہ حب چوکی میں اُس کا قیام ہو رہا ہے اور فیڈرل گورنمنٹ نے کوئی دوارب کا پروجیکٹ منظور کر لیا ہے۔ اس میں فیڈرل گورنمنٹ کا جو contribution ہوگا وہ 2 بلین ہوگا اور وہاں کا جو ہماری گورنمنٹ آف بلوچستان LEEDA کے توسط سے contribution ہوگی تو کوئی 28 کروڑ something ہوگا۔ اور اسی طرح تربت میں بھی پچھلے ادوار میں شاید شاہ صاحب کو ہی credit جاتا ہے کہ انہوں نے کوئی ایک ہزار ایکٹر انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کیلئے منظور کی اُس وقت انڈسٹری منسٹر تھے۔ تو گورنمنٹ آف بلوچستان سوچ رہی ہے اور plan بھی کر رہی ہے کہ اُس ایک ہزار ایکٹر کو جو ہے اُس کی utilization کو ممکن بنایا جائے۔ اور اُس میں ایک ترتیب اور پلاننگ جو ہے کریں تاکہ investors آئیں اور وہاں پر اُس ایریے کو develop کریں۔ اس کے ساتھ جو دشت کا ایریا ہے وہاں پر چھ سو ایکٹر زمین لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ کو الاٹ ہوئی ہے جس میں انہوں نے species mouth foot disease zone کا قیام کرنا ہے۔ اور اُس میں تقریباً کوئی وہاں پر

سلاٹ ہاؤس بھی بنے گا کوئی دس یا پندرہ ہزار ہمارے جو ہیں جانور ہیں sheeps اور باقی جو جانور ہونگے۔ اُنکی feeding ہوگی اور اُن کا جو گوشت ہوگا وہ چائنا کو export ہو جائیگا۔ اور یہ public private partnership mode پر حکومت اس کو بنا رہی ہے اور اس کے آنے سے تربت میں اچھا خاصہ فرق پڑ جائیگا۔ تو میں سید احسان شاہ صاحب کی اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی قرارداد ہے اور اس کو ہم فیڈرل گورنمنٹ بھیجیں اور جو بھی بلوچستان میں dry port بن سکتے ہیں۔ جس جس ایریا میں بن سکتے ہیں اور feasibility اُن کی ہو۔ تو اُن سب کو ہم strongly recommend کریں تاکہ فیڈرل گورنمنٹ اس کو dry port declare کریں اور اُس کے ساتھ جتنی بھی tax concession ہوگی جو کہ بلوچستان میں کوئی اپنی اتنی بڑی اکنامی ہے نہیں اپنا اتنا بڑا ایگریکلچر ہمارا ایریا ہی نہیں ہے اور نہ ہی ہمارے یہاں پر شوگر ملز ہیں اور نہ ہی کچھ اور بڑے ہمارے انڈسٹریز ہیں جس سے صوبے کی economy چل پڑے۔ تو اُس کے لئے ضروری یہی ہے کہ وہاں پر ہم tax concession دے کر ہی وہاں پر investors کو encourage کریں تاکہ وہ آئیں اور یہاں پر invest کریں یہاں کے لوگوں کو روزگار ملے اور یہاں کے اپنے لوگ بھی ہیں ان کے پاس بھی بہت سے پیسے ہیں اور وہ بھی trained ہوتے جا رہے ہیں، کراچی جا رہے ہیں، ملتان جا رہے ہیں یا اسلام آباد شفٹ ہو رہے ہیں جو بھی یہاں پر لوگ روزگار کرتے ہیں کاروبار کرتے ہیں اور وہ آہستہ آہستہ وہاں پر جا کر اپنا انویسٹمنٹ ہے اُن کی، اپنی جو کمپنیل ہے وہ trail ہو رہا ہے تو اُس کو روکنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم tax concession دیں اور وہ بھی فیڈرل گورنمنٹ دے تاکہ ہمارا بھی capital جو ہے یہیں پر انوسٹ ہو اور باہر کے بھی جو investors ہیں اُن کے لئے ایک اچھا ماحول فراہم ہو اور ایک اچھا جو ہے ایریا ہوتا کہ وہ آئیں اور یہاں پر انوسٹمنٹ کریں۔ Thank you very much۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی احمد نواز صاحب، بتادیں۔

میر احمد نواز بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! بالکل یہ قرارداد انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ تربت شہر میں یا تربت بارڈر پر اس کو dry port declare کر کے صوبے کیلئے ایک وہاں جو ہمارے لوگ ہیں یا وہاں جو کاروبار ہے اُس کو ایک اچھا سمت ملے گا اور اچھے روزگار کی مد میں وہاں ٹیکس بھی آئیں گے۔ اگر اس کو مشترکہ قرارداد کے طور پر پاس کیا جائے تو پورے ایوان کے نمائندے یہاں بیٹھے ہیں، اس کو اگر مشترکہ قرارداد دیکر، ہم اپنی پارٹی کی طرف سے اس کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی ثناء بلوچ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر۔ جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے بالکل بروقت ہے اور وقت کی اس وقت ضرورت ہے۔ کیونکہ کیچ جو ہے ضلع کیچ، جس کو تربت کے پرانے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ بلوچستان کا دوسرا تیزی سے بڑھتا ہوا شہروں میں سے ایک ہے۔ اسی طرح خضدار ہے خاران ہے اور یہ تمام علاقے جو ہیں وہ معاشی اور معاشرتی ترقی کی طرف جانے کی کوشش تو کر رہے ہیں اس میں کوئی سرکار کی سرپرستی نہیں ہے۔ کیونکہ کوئی بھی معاشی اور معاشرتی ترقی کیلئے صنعت کاری کیلئے یا آپ ڈرائی پورٹ declare کریں یا آپ sea port کوئی بنائیں تو اُس کے لئے آپ کو infrastructure کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ علاقہ ترقی کرے۔ آپ کو یاد ہوگا دودن پہلے پاکستان کے وزیر اعظم صاحب عمران خان صاحب یہاں آئے۔ اور انہوں نے بہت ہی دھیمے اور دبے لفظوں میں بلوچستان کو بہت بڑا طعنہ دیکر گئے ہیں۔ شاید لوگ سنتے نہیں ہیں۔ یہاں پر بہت بڑے تعریفی کلمات تو انہوں نے بتائے ہوں گے۔ انہوں نے یو این ڈی پی کے ایک رپورٹ کا ذکر کیا جس کا میں خود ایڈوائزری کونسل کا ممبر بھی ہوں۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ بلوچستان کی جو ترقی کی شرح ہے۔ ترقی میں جو جی ڈی پی growth جو ہے بلوچستان کی، وہ اس وقت سب سے پیچھے ہے بلکہ پستی کی طرف جا رہی ہے۔ واحد صوبہ جو ہے اس وقت خیبر پختونخوا ہے جس کی جی ڈی پی یا جس کی نمو کی شرح جو ہے وہ اس وقت بڑی تیزی سے آگے بڑھتی جا رہی ہے۔ اور آپ کسی بھی جگہ پر اگر ترقی چاہتے ہیں، خوشحالی چاہتے ہیں، روزگار چاہتے ہیں بدامنی کا خاتمہ چاہتے ہیں تو آپ کو بہت ہی وہ کیا کہتے ہیں targeted intervention کرنے پڑینگے۔ شاہ صاحب کی یہ جو قرارداد ہے جس میں تربت یا کیچ کو dry port declare کرنے کیلئے یہ اس لئے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ بلوچستان کا جو ایک قسم کا ہمارا human resource basket ہوا کرتا تھا جس کو کہتے ہیں وسائل کا ہمارا ٹوکرا یعنی پیسے آتے تھے، وہ مکران ہوا کرتا تھا۔ مکران میں ایک وقت مکران کی جو manual labour تھی، کیونکہ اُس وقت کونوئیں کھودے جاتے تھے، بھیڑ بکریاں چرائے جاتے تھے۔ درختوں کا کام ہوتا تھا، گاڑیوں کا کام ہوتا تھا تو Middle east میں سب سے زیادہ human resource اُس وقت بلوچستان کا مکران ڈویژن اور یہ ہمارے کچھ قلات ڈویژن کے علاقے فراہم کرتے تھے۔ آج شوئی قسمت یہ ہے کہ تیس سال سے بلوچستان میں human resource development میں ایک روپے کی investment نہیں کی۔ تھوڑی دیر پہلے میں چار سو ارب روپے کی جو laps ہونے کی بات کر رہا تھا I wish کہ اگر یہ کیونکہ سیمنٹ اور سرے کی پروجیکٹ نہیں ہوتے ہیں human resource related ہوتے۔ یہ خرچ بھی ہو چکے ہوتے۔ یہ

implement بھی ہوتے۔ ان چالیس ارب روپوں سے تقریباً چار سے چھ ہزار نو جوانوں کی جو ہے ترقی بھی ہوتی، اُن کی ہنرمندی بھی بہتر بنائی جاسکتی۔ dry port کیلئے بھی آپ کو human resource کی ضرورت ہوگی۔ اسی لئے آپ کو انفراسٹرکچر کی ضرورت ہوگی۔ آپ کو بجلی کی ضرورت ہوگی۔ خاران ہمارا واحد ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے جس میں ہم نے پانچ سوا ایکٹر صنعتی، صنعت کاری کیلئے تفویض کی۔ لیکن حکومت جو ہے روز ہچکچا رہی ہے کہ وہاں پر صنعت کاری نہ ہو۔ جب تک، میں نے پہلے کہا کہ حکومتوں کی نیت کا صاف ہونا بہت ضروری ہے اپنی عوام کے ساتھ۔ جب نیت میں کوتاہی ہوتی ہے تو جناب والا! اچھے اچھے آباد جو سلطنتیں ہیں، چاہے سلطنت روم کی صورت میں ہو۔ فارس کی سلطنت کی صورت میں ہو یا فرعون کی جو ہے Egypt کی سلطنت کی صورت میں ہو، وہ سلطنتیں بھی تباہ ہو جاتی ہیں۔ بلوچستان تو بہت چھوٹا ہے اس کی مثال ہے۔ تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ناں صرف اس قرارداد کو مشترکہ طور پر پاس کیا جائے کہ کیچ میں ڈرائی پورٹ اس کو declare کیا جائے بلکہ اس کے ساتھ بلوچستان میں جو قراردادیں ہم نے بلوچستان میں صنعت کاری سے متعلق پاس کی ہیں۔ کیونکہ ڈرائی پورٹ ہوتا کیا ہے جناب والا! ڈرائی پورٹ تو آپ کو چاہیے کہ آپ کا جو product ہے، آپ کا جو value added جو بھی آپ کے چاہے جو بھی آپ نے کوئی سبب کی ہو، کھجور کی ہو آپ کا value edition جو بھی آپ کے کارخانوں سے چیزیں نکلتی ہیں، وہ کسی پورٹ پر آ کر آپ دوسرے ملکوں میں اُن کو بھیجتے ہیں۔ ڈرائی پورٹ پر صرف باہر کی چیز نہیں آئیگی۔ تو لہذا یہ ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہیں۔ جب تک integrated approach نہیں ہوگا بلوچستان کے اندر ڈویلپمنٹ کا اُس وقت کیچ بھی ترقی نہیں کریگا، خضدار تیزی سے ترقی کرتا ہوا بلوچستان کا ضلع تھا آج بدامنی کا شکار ہے، وڈھ سے لیکر بیلہ تک یہاں سے کوئٹہ سے نکلتے ہوئے لوگ کلمہ پڑھتے ہیں کہ پتہ نہیں ہم خود سلامت جائیں نہ جائیں صنعت تو اپنی جگہ پر ہے۔ تو اس کے علاوہ خاران جناب والا! بلوچستان کا تیزی سے ترقی کرتا ہوا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہاں تقریباً تین سے چار ارب روپے کی کپاس ہر سال پیدا ہوتی ہے۔ لیکن وہاں پانی نہیں ہے، بجلی نہیں ہے۔ انفراسٹرکچر نہیں ہے۔ خاران احمد وال کا سڑک ہم نے ڈولانے کی کوشش کی میں ہفتہ اسلام آباد میں بیٹھا رہا ہم نے اُس کی PC-1 جناب والا! منی بس میں ڈال کر بھیجی ہیں۔ بلوچستان میں کیسے ترقی آئیگی جب بلوچستان کے حکومت کو اندازہ نہ ہو کہ میری کونسی سڑکیں، کونسا ضلع میرا کونسا ڈویژن میرے کونسے علاقوں میں ترقی کا potential ہے میں اسی لئے کہہ رہا تھا کہ نیک نیتی کی ضرورت ہے، خلوص کی ضرورت ہے، پھر مشاورت کی ضرورت ہے ایک integrated لازم و ملزوم وہ کیا کہتے ہیں کہ

بہت ہی کثیرالوجہتی ایک approach کی ضرورت ہوتی ہے علاقوں کو ترقی کروانے کیلئے۔ تو جناب والا! ہمیں یہ سمجھتا ہوں کہ کچھ کے ڈرائی پورٹ کے حوالے سے یہ قرارداد ہے ہم اس کی مکمل طور پر حمایت کرتے ہیں اس کو منظور کیا جائے۔ شکر یہ۔

جناب چیئر مین: شکر یہ۔ جی نصر اللہ خان زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئر مین صاحب! یقیناً جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے اس کی میں حمایت کرتا ہوں اور یقیناً جس طرح کہا گیا کہ dry port انسانی زندگی اور معاشی ترقی میں ایک اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ مجھے آج اُن لوگوں سے جو حکومت میں بیٹھے ہیں اور جو اپنے آپ کو پشتون علاقوں کے نمائندے کہتے ہیں اور حکومت میں بیٹھے ہیں، میں اُن سے سوال کرتا ہوں کہ ان ڈھائی سال میں تین سال میں آپ نے پشتون علاقوں کیلئے کونسا کام کیا ہے؟۔

جناب چیئر مین: قرارداد پر آجائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جی، میں نے تو قرارداد کی حمایت کی ہے کہ ہونا چاہیے کچھ میں تربت میں dry port ہونا چاہیے۔

جناب چیئر مین: پھر رائے لیتے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئر مین میں نمائندہ ہوں اپنی عوام کا۔ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ، یہاں پر لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کی ہمارے دوستوں نے مخالفت بھی کی ہے۔ جنوبی بلوچستان کے لئے چھ کھرب روپے۔ ہاں غلط۔ لیکن یہاں پر جو پشتون نمائندے ہیں، جو یہاں نمائندگی کر رہے ہیں، جن کو بڑا ناز تھا، جن کو یہ بھی ناز تھا کہ وزیراعظم صاحب آئینگے زیارت، وہ شمالی یا پشتون علاقوں کیلئے، وہ پتہ نہیں کتنے کھرب اعلان کریں گے۔ وہ پیسے کہاں ہیں؟۔ کس نے اعلان کیا؟۔ وزیراعظم تو آ کر کے ہماری عوام کیلئے زحمت کا باعث بنے۔ انہوں نے وہاں جا کر کے کچھ بھی نہیں دیا۔ وہ زحمت کا باعث بنے۔ انہوں نے ہمارے پشتون عوام کے لئے پشتون علاقوں کیلئے کچھ بھی نہیں دیا۔

جناب چیئر مین: آیا قرارداد نمبر 114 کو ہاؤس کی مشترکہ قرارداد کے طور پر منظور کیا جائے یا نہیں۔ قرارداد پر بحث ہو رہی ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئر مین! قرارداد کی اہمیت ہے۔ قرارداد کی میں نے حمایت کی ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ حکومت جو وفاقی میں بیٹھی ہے۔

جناب چیئرمین: قرارداد کی آڑ میں واردات کر رہے ہو آپ۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ حکومت جو وفاق میں بیٹھی ہے، جو یہاں صوبے میں کہتے ہیں کہ ہم پشتون علاقوں سے آئے ہیں۔ انہوں نے پشتون علاقوں کیلئے کیا کیا ہے؟ پشتون علاقے تو آج تک وہاں پر 5 ارب روپے کی اسکیمات نہیں ہیں۔ اور اس وفاقی پی ایس ڈی پی میں وہاں پشتون علاقوں کے لئے ایک ارب روپے کی اسکیمات نہیں رکھے گئے ہیں لہذا میں پشتون عوام کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کے لئے اس حکومت میں ایک پیسہ بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہ وفاق میں اور جو صوبے میں ہے وہ رشوت خوری کا شکار ہو رہے ہیں وہ جیبوں میں جا رہے ہیں وہ روڈ میں جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: ابھی آپ کی تقریر ختم ہو، پھر وضاحت آئے گی۔ پھر یہ قرارداد بیچ میں رہ جائے گی۔ مجھے اس کو منظور کرانے دیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئرمین! آپ مجھے سنیں۔

جناب چیئرمین: نہیں آپ قرارداد کی آڑ میں واردات کر رہے ہیں۔ آپ قرارداد پر بات کریں ڈرائی پورٹ پر بات کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: آپ مجھے کیوں نہیں سنتے ہیں آپ مجھے سنیں۔

جناب چیئرمین: میں کیا سنوں؟

جناب نصر اللہ خان زیرے: ہمیں بتایا جائے کہ کتنے ارب روپے پشتون علاقوں کے لئے رکھے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ point of public importance پر کھڑے ہو۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: قلعہ عبداللہ کے لئے کتنے رکھے ہیں کہاں ہیں وہ بتائے جائیں؟ ہمیں اس طرح کی باتیں نہ کریں۔

جناب چیئرمین: بیٹھ جائیں نصر اللہ بھائی۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر!

جناب چیئرمین: پہلے میں اس کو منظور کرالوں پھر اسکے بعد پھر آپ جواب دیں ان کو۔ قرارداد نمبر 114 کو ہاؤس کی مشترکہ قرارداد کے طور پر منظور کیا جائے یا نہیں؟ قرارداد نمبر 114 منظور ہوئی۔ ابھی آپ بات

کریں۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر! یہ اس کا حصہ ہے میرے دوست نے جو باتیں کی ہیں، ان کا لاکھ احترام، وہ قابل عزت ہیں ہمارے لئے معزز ہیں۔ لیکن جو انہوں نے statement دی وہ بالکل جو ہے misleading statement تھی ان کی، اُس کا جو ہے حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جو جنوبی بلوچستان کی بات کی جاتی ہے، وہ basically ایک پولیٹیکل گیمک ہے۔ اس میں میں آپ کو حقیقت بتاؤں گا کہ ابھی بارڈر پر جو fencing ہو رہی ہے یہ جو سڑکیں وہاں پر منظور ہوئی ہیں۔ یہ جو سڑکیں وہاں پر منظور ہوئی ہیں۔ یہ جو سڑکیں وہاں پر منظور ہوئی ہیں یہ بارڈر کی fencing کی وجہ سے جو سڑک منظور ہے ہتھکڑوں سے پرو، جیدگی سے جا لگی، سے پھر آگے جبکی والی سڑک آ جاتی ہے۔ basically یہ پورس بارڈر ہے۔ وہاں مارکیٹ سی بنی ہے۔ ان کو جو ہے اس طرح پیش کرنا کہ جی ایک علاقے میں جو بہت زیادہ فنڈز چلے گئے اور دوسرے علاقے میں نہیں گئے۔ میرے پاس سارا ریکارڈ ہے ابھی ہیلتھ سیکٹر میں جو پروجیکٹس approve ہوئے ہیں جس میں ڈی ایچ کیوز کی سپورٹ کے لئے اُس میں ژوب شامل ہے۔ اس میں زیارت بھی شامل ہے اس میں ڈکی بھی شامل ہے اس میں نصیر آباد بھی شامل ہے جعفر آباد بھی شامل ہے خاران بھی شامل ہے قلات بھی شامل ہے اور جتنے بھی یہاں پر ہمارے وہاں پر ڈی ایچ کیوز ہیں فیڈرل گورنمنٹ جو ہے ان کو چودہ چودہ کروڑ روپے دے کر اس کی strengthen کریں گی۔ جو بھی ہے اس کو ساؤتھ بلوچستان پیکیج کا نام دیا گیا ہے۔ اسی طرح جناب اسپیکر! پاور سیکٹر میں جو پروجیکٹس آئے ہیں اس میں ہمارا ہزار گنجی میں ایک سو تیس KV کا جو ہے گرڈ اسٹیشن ہے۔ اسی طرح ہرنائی کا جو ہے ایک سو تیس KV کا گرڈ اسٹیشن ہے اب مجھے نام اس کا صحیح نہیں آرہا ہے۔ اسی طرح جو ہے بوستان کا بھی ہے، منڈا کا بھی اور تمپ کا بھی ہے۔ تو اس کو بھی جو ہے ساؤتھ پیکیج کا نام دیا گیا ہے۔ جناب اسپیکر چاہے ہیلتھ سیکٹر میں جو اسکیمات approve ہوئے ہیں اُس میں وڈھ کی سب کمیٹس ہے کوئی ایک ارب سے اوپر، بلوچستان یونیورسٹی کا جو ایک ارب سے اوپر سب کمیٹس approve ہوا ہے اسکی strenghen کے لئے۔ اور اسی طرح جو لیبیلہ کی ایک سب کمیٹس ہے۔ تو ایک چیز پیش کرنا کہ جی ساؤتھ کو چلا گیا اور باقیوں کو نہیں کیا گیا ہے۔ جناب اسپیکر میں آپ کو فگر دوں گا جناب اسپیکر جیسی ہی ہماری گورنمنٹ بنی تو سب سے پہلے اسکیم approved ہوئی تھی وہ ژوب کچلاک روڈ ہوئی تھی۔ جو 65 بلین کا ہے۔ اس کے بعد زیارت dualization ہوئی ہے۔ ڈکی، چمالانگ روڈ ہوئی ہے۔ اسی طرح جو ہے زیارت، سنجادی، ہرنائی روڈ ہوئی ہے۔ تو جناب اسپیکر ان کا quantum آپ دیکھ لیں کہ اربوں میں بنتی ہے ہاں البتہ جو کہ ہتھکڑوں کو ایک ڈیم بننے جا رہا ہے یا آوران میں جو ہے ڈیم بننے جا رہا

ہے یا کہیں اور کوئی شیزنک ڈیم بننے جا رہا ہے اس میں آپ کو پتہ ہے ابھی ثناء صاحب نے ایک بڑی speech دی کہ جی گواد میں پانی کا مسئلہ ہے اب اس کو دیکھتے ہوئے گواد، جیونی، پانوان، پشوگان، وہاں پینے کے پانی کا مسئلہ چل رہا تھا تو گورنمنٹ آف بلوچستان نے request کی، وہاں پر شیزنک ڈیم بنا رہے ہیں کوئی ڈھائی ارب کا ہے۔ جس کی وجہ سے جو ہے اٹھائیس لاکھ گیلن پانی جو کوسٹل ٹاؤنز کو مل جائے گا۔ تو میرے خیال سے یہ کوئی بری بات نہیں ہے۔ میں اپنے زیرے بھائی کو چیلنج کرتا ہوں، آپ نکالیں کوئی پندرہ، بیس، پچیس سال کا جو ٹریک ریکارڈ ہے نکالیں دیکھیں فیڈرل پی ایس ڈی پی میں کتنے پروجیکٹس آئے ہیں اور کہاں کہاں سے ہوئے ہیں۔ اور براہ مہربانی میں ان کو گزارش کرتا ہوں کہ ہم جو ہیں، یہ علاقوں میں ایک تفرقہ نہ ڈالیں۔ جہاں جہاں پر بھی فنڈز جا رہے ہیں جہاں جہاں پر بھی سڑک بنے گی جہاں پر ڈیم بنیں گے جہاں پر پاور پروجیکٹس بنیں گے لوگوں کی ملکیت کے لئے بنیں گے ہم ان کو appreciate کریں آپ بتائیں، جمعیت کی حکومت تھی، پچھلے سال آپ کی حکومت تھی، کتنے فنڈز آپ کے علاقے میں گئے ہیں؟۔ کسی نے یہاں اس بات پر تفرقہ کیا ہے؟۔ کسی پولیٹیکل پارٹی نے نہیں کیا ہے، ٹریڈری بجز کے کسی بھی بندے نے نہیں کیا ہے۔ وہ بھی ہمارے بھائی تھے۔ اُن کو بھی ضرورت ہے۔ بلوچستان سارا ضرورت مند ہے۔ جہاں جہاں پر بھی فنڈز کی ضرورت ہوگی، ہم اُسی طرح دیں گے۔ اور مہربانی کریں بس پشتون، بلوچ، ہزارگی اور باقی جتنی بھی قومیں ہیں، اُن کے کارڈز کھیلنا بند کر دیں۔ اور overall بلوچستان کی بات کریں تاکہ ہم اکٹھے مل بلوچستان کی ترقی کے لئے اپنا حصہ ڈالیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ منسٹر صاحب۔ جی نصر اللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 155 پیش کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میں منسٹر صاحب کا جو چیلنج ہے، قبول کرتا ہوں۔ اور ہم نکالیں گے کہ کتنا پیسہ ہمارے پشتون علاقوں میں خرچ ہوا ہے۔ اور اس ڈھائی سال میں آپ بتاؤ آپ نے، یہ بہت بڑی رقم ہوتی ہے چھ کھرب روپے۔ اور پانچ ارب روپے اُس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔ مجھے فخر ہے کہ میں پشتون ہوں۔ جناب چیئرمین: ابھی بہت سارا بحث، آپ بتائیں گے، پھر وہ جواب دے گا، اس طرح ہاؤس نہیں چلے گا، بیٹھ جائیں بس صحیح ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: بلوچ ہونے پر ہمارے دوستوں کو فخر ہے۔ اس میں کیا بات ہے۔ ہماری قوم ہے۔ ہمیں اپنی زبان پر فخر ہے۔ ہمیں اپنی قوم پر فخر ہے یہ کیسی باتیں کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ ٹائٹس جاسن صاحب۔ ایک منٹ جی پلیز جی مکھی شام لال صاحب۔  
 جناب مکھی شام لال: جناب چیئرمین صاحب میں آپ کی توجہ جب کے مسئلے پر کرانا چاہتا ہوں جب تو  
 ایک بہت بڑا انڈسٹریل زون بھی ہے اور ایک بہت بڑی آبادی ہے۔ مگر افسوس کہ وہاں پر پینے کے پانی کے  
 اتنے بڑے ایٹوز ہیں پانی لوگوں کو ملتا نہیں ہے۔ کافی مطلب پانی کی پریشانی ہے۔ جب اور گڈانی کے عوام جو  
 ہیں ناں آج پانی کے بوند بوند کے لئے ترستے ہیں۔ جبکہ وہاں پر جب ایک ڈیم ہونے کے باوجود بھی جب کی یہ  
 حالت ہے کہ وہاں پر اس کو کوٹے کے مطابق پانی نہیں ملتا ہے لوگوں کو پانی نہیں ملتا ہے اور وہاں پر ٹینکر مافیا نے  
 ایک ایسی ڈھوم مچائی ہوئی ہے کہ غریب لوگ وہاں پر اُنکے بس میں نہیں ہے۔ اور آئے روز وہاں پر احتجاج  
 ہو رہے ہیں، گورنمنٹ کو کچھ بھی جوں کی توں سنتی نہیں ہے۔ غریب لوگوں کے ساتھ بہت زیادتی ہے مہربانی  
 کر کے اس پانی کے مسئلے کو حل کیا جائے۔ باقی رہا دوسرا ایک میری request ہے کہ بجٹ کے حوالے سے جو  
 بات کر رہے ہیں کہ ہماری پہلی والی جو اسکیمیں ہیں، وہ بھی آج تک ہمیں نہیں ملی ہیں۔ جہاں تک بھائی صاحب  
 نے کل جو ہوئی ہیں اُس کے لئے تو اُن لوگوں نے معذرت کی ہے۔ مگر ہمیں equal کی نظر سے ویسے نہیں  
 دیکھا جاتا ہے۔ کس طرح یہ equal کی بات ہے کہ جو ترقیاتی ہمارے کام ہیں اقلیتی برادری کے۔ ہمیں اُس  
 کے حصص کے مطابق کیونکہ ہمارا حلقہ پورا بلوچستان ہے۔ پہلے بھی ہمیں جوان لوگوں نے ایک خطیر رقم رکھی تھی  
 اُس میں بھی ایک کام بھی میرا نہیں ہوا۔ تو میں گورنمنٹ کے خلاف اگر ان لوگوں نے اس طرح بھی ہمارا ساتھ  
 کیا اور equal ہمیں نہیں رکھا یا ہمیں فنڈز نہیں دیئے گئے تو ہم بھر پور احتجاج کریں گے اور جس بجٹ میں  
 میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے وہ میں آپ کے ٹیبل کے پاس بیٹھ کر سامنے احتجاج کروں گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ، شکریہ۔ جی ٹائٹس جاسن صاحب۔

جناب ٹائٹس جاسن: شکریہ چیئرمین صاحب۔ معزز رکن خلیل جارج صاحب کے سلسلے میں میں بات کرنا  
 چاہتا تھا، تو میرے ساتھی نے ثناء بلوچ صاحب نے جو بات کی ہے کہ معذرت کی ہے اُنہوں نے۔ ہماری پارٹی  
 کا جو منشور ہے، اُس میں کسی رنگ و مذہب و نسل کی بات نہیں ہے۔ جو خلیل جارج صاحب ہیں، وہ خوشامد  
 کر کے کہ اگر کوئی اگر آجاتا ہے سیٹ پر تو اُسکے لیے ایک اُنہوں نے جو بات، دیش نے جو بات کی تھی، دیش  
 بننے کی کوشش کر رہا تھا۔ بی این پی ایک ایسی سیاسی جماعت ہے جس نے ہمیشہ بلوچستان کے مسیحیوں کو ترجیح دی،  
 1997ء میں 2008ء میں 2013ء میں اور 2018ء میں۔ یہ اس طرح کی باتیں کرنے سے، جہاں تک  
 فنڈز کی بات ہے، ایک آدمی کو ایک نمائندے کو دو ارب روپے دیتے ہیں، ایک نمائندے کو پانچ کروڑ۔ تو اس

سے ہمارے ووٹرز نہیں ٹوٹیں گے۔ جو ہمارے تیس، چالیس سالوں سے ووٹر قائم ہیں وہ قائم رہیں گے۔ مجھے ایک روپیہ بھی نہیں چاہیے اس گورنمنٹ سے۔ ہمارے وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہیں ہماری اسکیمات میں جو 1993ء، 1991ء کی اسکیمات ہیں، وہاں ہم لوگ رہائش پذیر ہیں اور وہاں نہ گیس ہے، نہ بجلی۔ کورونا کی مد میں جو پیسے دیئے جا رہے ہیں یا فنڈز release ہو رہے ہیں، جب اتنی بڑی وبا پھیلی ہے تو لوگوں کے پاس روزگار نہیں ہیں۔ اور نہ بجلی ہے، نہ گیس ہے۔ یہ کس طریقے سے وہاں خیزی میں، کوئوئل میں یا ہرنائی میں یا لورالائی میں، لوگ کس طریقے سے اپنی زندگی گزار رہے ہیں پانی اور بجلی اور گیس۔ یہ زیادتی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ کیا صرف بلوچستان کے ووٹسج نہیں ہیں، ہندو کمیونٹی نہیں ہیں۔ اکثریت کے بیچ بیٹھے ہیں کیا وہ ہی صرف ووٹ ڈالتے ہیں۔

جناب چیئرمین: سُنیں Order in the House.

جناب ٹائٹس جانسن: وہی ووٹر ہیں کیا انہیں کو صرف چاہیے گیس، بجلی، پانی۔ زراعت کا جہاں تک مسئلہ ہے وہاں تو ہم لوگ تو کوئی زراعت نہیں کرتے، ہمارے تو کوئی ایسا land lord آدمی نہیں ہے جس کے پاس اتنی بڑی زمین ہو۔ یہ روزگار کے لیے ہم لوگ جو بار بار request کرتے ہیں کوٹہ سسٹم کو ختم کیا جائے اور خصوصی طور پر میرٹ پر لوگوں کو ملازمتیں دی جائیں۔ اور یہ scholarship کے جو پیسے ختم ہوئے ہیں چار کروڑ last year جو دو سال سے چار کروڑ پانچ کروڑ روپیہ جو scholarship کا تھا وہ release ہی نہیں کیا گیا۔ اور بچیوں کی شادیوں پر جو پیسے ہیں۔ کیا یہ وہ اُن موٹر سائیکلوں والوں سے، سود والوں سے یہ گورنمنٹ ملی ہوئی ہے جو یہ اُن کو سہولت دیتی ہے۔ جو 2018ء کا فنڈ تھا وہ 2019-20ء کو release ہوا ہے۔ اور وہ بھی میں نے کہا کہ بچیوں کے دودھ بچے ہو گئے ہیں۔ کیوں ان لوگوں کو، emergency میں کسی کا ایکسیڈنٹ ہوتا ہے اُسے پیسے نہیں، ہم لوگ کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ ہم لوگ، تمام ہمارے جو اپوزیشن کے نمائندے ہیں وہ اپنی پوری salary میں سے ووٹرز کو یا کسی کی جو ایمر جنسی ہوتی ہے اس پر اُن کی مدد کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جانسن صاحب۔

جناب ٹائٹس جانسن: کوئی heart patient ہے، کوئی cancer patient ہے، کورونا کے patient جو ہیں، میں اُن کو خود۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ جانسن صاحب۔ سب اپنی اپنی نشستوں پر جائیں۔ یہ مکھی شام لال، مکھی شام لال صاحب!۔

ٹائٹس جانسن: sir، ان کو بٹھائیں۔

جناب چیئرمین: جی جی۔

جناب ٹائٹس جانسن: کورونا کے جو patients ہیں ان کے ساتھ سلوک نہیں صحیح کیا جا رہا۔ اور ان کو، injection کے لیے ہم انہیں کہتے ہیں ”کہ injections hospitals میں نہیں ہیں، purchase کر کے لے آئیں“۔

جناب چیئرمین: صحیح۔ شکر یہ آپ کا۔

جناب ٹائٹس جانسن: مسائل پیش ہیں۔ یہ جو scholarship کا جو مسئلہ ہے اس کو ختم کیا جائے اور Prime Minister نے ہمیں کہا تھا کہ ہم لوگ ایک تعلیم کا نظام جو ہیں ہم یکساں کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ وقت ہے جب آپ کو اقتدار ملا ہے تو یکساں کریں۔ جو لوگ اقتدار میں ہوتے ہیں ان کو scholarship اور ہر چیز مل جاتی ہے۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکر یہ آپ کا ٹائٹس جانسن صاحب۔ ٹائم تھوڑا کم ہے، please.

جناب ٹائٹس جانسن: sir، ایک منٹ please، یہ اسکول ہیں، ان کی grant میں اضافہ کیا جائے اور اس لیے کہ ان کی خدمات جو ہیں سو سالوں سے زیادہ کی خدمات ہیں۔ اور مشن ہسپتال کی اور جتنے بھی پورے پاکستان میں ہمارے ادارے ہیں ان کی grant میں اضافہ کیا جائے۔ شکر یہ۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکر یہ ٹائٹس جانسن صاحب۔ جناب نصر اللہ خان زیرے آپ اپنی قرارداد نمبر 115 پیش کریں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین صاحب! پچھلے سیشن میں ہم نے ایک point اٹھایا، ایک قانونی یہ جو آپ کے قواعد و ضوابط ہیں اس کا قاعدہ نمبر 115 (الف)۔

جناب چیئرمین: اپنی نشستوں میں جا کر تشریف رکھیں معزز ارکان۔ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں یا پھر باہر جا کر بات کر لیں۔

قائد حزب اختلاف: تو یہ جناب یہ قاعدہ ہے 115 (الف) قبل از میزانیہ بحث۔ یہ ہم نے یہاں پیش کیا تھا، جس کا مقصد یہ ہے کہ اس کا، اس قانون کا لُب لُب یہ ہے کہ اس قواعد میں شامل کسی بات سے قطع نظر وزیر قانون و پارلیمانی امور، وزیر خزانہ کی مشاورت سے کارروائی کی فہرست میں عمومی بحث کو شامل کریں گے۔ جس کے ذریعے اسمبلی اجلاس میں آئندہ میزانیہ کے لئے ارکان کی تجاویز طلب کی جائیں گی، جو ہر سال فروری تا

اپریل کے مہینوں میں منعقد ہوگا۔ یہ ضابطہ ہے، یہ قاعدہ ہے، یہ قانون ہے۔ جب ہم نے یہ پیش کیا ہمارے ساتھیوں نے اس پر اصرار کیا تو، اب وہ نکل گئے وزیر خزانہ صاحب، اُن کی تقریر part of record ہے، اُس میں اُنھوں نے کہا کہ بالکل یہ ہونا چاہیے۔ اور اپوزیشن اراکین کو بھی اُن کا بھی اس بجٹ میں حصہ ہونا چاہیے۔ تو اب جناب چیئر مین صاحب! بدینتی کا یہ عالم ہے کہ اس سیشن میں صرف ایک دن کے لیے ڈپٹی اسپیکر آئے ہیں، وہ بھی صرف دو غیر آئینی اور غیر قانونی بل کی منظوری کے لیے، اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے اُنھوں نے وہ دو بل منظور کروائے، اپوزیشن نے walkout کیا۔ وہ پھر اُس کے بعد نہیں آئے۔ اب یہ تین، چار دنوں سے جو نہ اسپیکر آ رہا ہے، نہ ڈپٹی اسپیکر آ رہا ہے، وہ اس ضابطے کی وجہ سے نہیں آرہے ہیں۔ تو یہ ساری دنیا دیکھ رہی ہے، اپوزیشن نے قانون آپ کے سامنے رکھا ہے، treasury benches کے سامنے کہ خدا کے لیے اس قانون کی پابندی کرو۔ اور آپ جواب میں بھی یہی کہتے ہیں کہ بالکل یہ سچ کہا جا رہا ہے اور اس کی پابندی ہونی چاہیے۔ اب چونکہ آپ بھی Custodian of House ہیں اور اسپیکر صاحب کی جگہ اس وقت آپ کے وہی اختیارات ہیں جو ایک اسپیکر کے ہوتے ہیں۔ تو اس کے لیے جو اس ضابطے کی پابندی ہے اُس کے لیے kindly آپ حکم صادر کریں کہ اسمبلی کا اجلاس 115 (الف) کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے بیشک آپ دن مختص کریں۔ اور یہ آپ حکم جاری کر دیں کہ یہ دن ہیں، بجٹ سے پہلے یہ آپ تین دن کار کھالیں تاکہ یہ اراکین بجٹ پر بھی عمومی بحث کر سکیں۔ اور بلوچستان کے مفاد کو مد نظر رکھ کر اُن targets کو achieve کرنے کی کوشش کریں جس سے بلوچستان کے عام آدمی کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اور جناب چیئر مین صاحب! وہ تو اس وجہ سے نہیں آرہے ہیں، آپ اگر اس ضابطے کی پابندی نہیں کریں گے، آپ کو یقیناً ہم ایک independent اور آزاد۔۔۔

(خاموشی۔ اذان مغرب)

جناب چیئر مین: ملک صاحب! آپ کی بات، موقف سامنے آ گیا۔ تو میں تو صرف اس حوالے سے نہیں بلکہ میں جب بھی Chair کرتا ہوں تو میں کہتا ہوں کہ جتنے بھی ہمارے قواعد و انضباط کار ہیں جو ہم ہی نے بنائے ہیں، اُنکے ایک ایک شق کی پابندی ہونی چاہیے۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس جو ہے اُس پر طویل بحث ہو جاتی ہے جو کہ نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ ہم سب کو اس کو study کرنا چاہیے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ اور یہ بُری بات ہے کہ جب ہم نے یہ بنایا ہے rules of procedure یا قواعد و انضباط کار، اس کے ہر رکن اسمبلی کو اسکی پاسداری کرنی چاہیے، اس کے مطابق House کو جانا چاہیے۔ اور جو آپ بجٹ کی بات کر رہے ہو بالکل وہ

بھی ہونا چاہیے جو اس قواعد میں لکھا ہوا ہے اُس کی پابندی نہ صرف حکومتی ارکان پر اپوزیشن پر ہم سب پر اُس کی Radio Pakistan کے حوالے سے جو آپ نے point اٹھایا تھا میں سیکرٹری اسمبلی صاحب! آپ لکھ کے Pakistan Broadcasting Corporation کو کہ جو ملازمین ریڈیو پاکستان کے ہیں، اُنکے کیا issues ہیں، اُنکو حل کی طرف لے جائیں۔ اور خصوصاً وہاں پر جو لوگ کام کرتے ہیں، مہینے مہینے اُنکے cheque نہیں ملتے۔ آپ Pakistan Broadcasting Corporation کے جو MD ہیں یا جو GM ہیں فیڈرل ہے، آپ لکھیں اُنکو۔۔۔ (مداخلت)۔ قرارداد کے بغیر بھی آپ ایک letter اسمبلی کے ایوان کی طرف سے ہمارے ruling کے حوالے سے آپ لکھ دیں اُن کو۔ کیونکہ یہ ضروری ہے، مجھ سے بھی رابطہ کیا ہے ریڈیو پاکستان کے دوستوں نے۔

تو جناب نصر اللہ زیرے صاحب! قرارداد کی طرف جائیں، آخری قرارداد پڑھیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب چیئر مین صاحب! آپ نے مہربانی کی ریڈیو پاکستان۔ یہ جو PHE کے ملازمین ہیں۔

جناب چیئر مین: یہ اس وجہ سے چونکہ وفاقی issue تھا اور PHE کے لئے منسٹر بھی یہاں پر ہوتے ہیں وہ حکومت یہاں پر exist کرتی ہے تو وفاق کا جو مسئلہ تھا اس لئے میں نے کہا۔

قائد حزب اختلاف: اور کمیونٹی اسکولز کے اُنکے بارے میں جناب ایک حکمنامہ دے دیں تاکہ، یہ مہربانی کریں، یہ provincial issues ہیں جناب اگر آپ۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے اُس میں میں وہ کر لوں گا۔ لیکن ابھی ایک قرارداد نصر اللہ زیرے صاحب کی ہے وہ اُس پر بات کرتے ہیں اُس کے بعد پھر آخر میں میں ruling دے دوں گا۔  
جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 115 پیش کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: Thank you Mr. Chairman قرارداد نمبر 115۔ ہر گاہ کہ کوئٹہ شہر کی آبادی کم و بیش 30 لاکھ نفوس سے تجاوز کر گئی ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ شہر کے عین وسط اور بالخصوص مشرقی بائی پاس، مسلم اتحاد کالونی، مغل آباد، محمود آباد اور گردنواح کے علاقوں میں ڈیری فارمز کی بہتات ہے۔ جسکی وجہ سے علاقے کے لوگوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے۔ کہ کوئٹہ شہر میں واقع تمام ڈیری فارمز کو فی الفور شہر سے باہر، اور ان کے لیے جگہ مختص کرنے کو یقینی بنائے۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 115 پیش ہوئی۔ محرک! admissibility کی آپ وضاحت فرمائیں۔

جناب جناب نصر اللہ خان زیرے: شکر یہ۔ Mr.Chairman ایسا ہے کہ آپ کو پتہ ہے کہ کونٹہ شہر کی آبادی اس وقت 30 لاکھ سے زائد ہے۔ اور اس 30 لاکھ کی آبادی کی وجہ یہاں آپ شہر کے اندر آپ دیکھ لیں traffic کے آپ مسائل دیکھ لیں، انتشارش ہوتا ہے کہ آپ ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاسکتے ہیں۔ کونٹہ شہر میں بجلی کے مسائل آپ دیکھ لیں بارہ، بارہ گھنٹے بجلی نہیں ہوتی ہے۔ میرے حلقہ انتخاب میں یہ جو مشرقی بانی پاس ہے خلیجی کالونی، بڑیج آباد، دوسرے علاقے، بھوسہ منڈی وہاں 12 گھنٹے، 15 گھنٹے load shedding ہے۔ گیس کا یہ issue ہے۔ شہری اتنے تنگ ہیں کہ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اور اس پر ستم یہ کہ dairy farms یقیناً ایک کاروبار ہے، اس سے ہزاروں لوگ منسلک ہیں۔ اس سے جو ہے ناں لوگوں کو روزگار مل رہا ہے۔ لیکن شہر کے عین وسط میں آبادیوں کے اندر، وہ آبادیاں وہ رہائشی علاقے جہاں پر لوگ رہتے ہیں، وہاں پر dairy farms کا ہونا بہت زیادہ مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک تو وہاں پر صفائی کی صورتحال ابتر ہوتی ہے۔ وہاں پر وہ پھینسیں لاتے ہیں ٹرکوں کے ذریعے، وہ چارہ لاتے ہیں بھینسوں کیلئے، وہ بڑے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، صفائی کی صورتحال دیگر معاملات۔ تو اس وجہ سے کونٹہ شہر کے لوگ اذیت کا شکار ہیں۔ ہر لحاظ سے کونٹہ کے عوام اذیت کا شکار ہیں۔ تو ہم نے بارہا کہا ہے کہ dairy farms کیلئے جگہ بھی مختص ہے۔ وہاں پر جو سب road ہے وہاں سے اُن کیلئے پتہ نہیں سوا بیکڑ زمین ہے ڈیڑھ سوا بیکڑ زمین ہے، وہ اُنکے لئے مختص ہیں۔ اس ہاؤس میں ہم نے بارہا کہا ہے کہ آپ ان dairy farms کو کیوں باہر نہیں بھیجتے ہو؟۔ یہاں پر وعدہ ہوتا ہے یہاں پر منسٹر صاحب یہاں پر چیئرمین صاحب کہہ دیتے ہیں لیکن وہ سب کچھ جو ہے ناں نشستن برخواستن اور یہ ہو جاتا ہے۔ اور ہماری آواز سدا بہ صحرا ثابت ہوتی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اس قرارداد کی اہمیت کو جانیں، دُنیا میں کہیں ایسا نہیں ہوتا کہ آپ شہروں کے اندر یہ جو، ابھی آپ دیکھیں garages کی صورتحال آپ دیکھیں باقی معاملات آپ دیکھیں۔ ڈیری فارمز آپ دیکھیں۔ میرے خود اپنے حلقے میں میرے گھر کے آس پاس سینکڑوں درجنوں ڈیری ہیں اتنا گند ہے کہ ہماری نالیاں جو ہے ہم لاکھوں روپے صرف اس پر خرچ کرتے ہیں کہ وہ گند ہم نکال سکیں نالیوں سے۔ تو خدا را حکومت یہاں بیٹھی ہوئی ہے QDA کے چیئرمین صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اُنکی ذمہ داری ہے کہ اس پر meeting call کریں۔ فوری طور پر اس کو جتنا جلدی ہو سکے وہ کونٹہ شہر سے باہر اُن کے لئے بھلے ہم یہ نہیں کریں کہ اُن کو بیروزگار کریں۔ اُن کیلئے جگہ مختص ہے وہ جگہ وہاں پر منتقل ہو جائے، آبادی سے یہ باہر جائیں گے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی مبین خلجی صاحب۔

جناب محمد مبین خان خلجی (پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی): اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ ہم اپوزیشن ہیں یا گورنمنٹ ہیں کوئٹہ شہر تو ہم سب کا ہے اور ظاہر ہے کہ اس کیلئے جو مسائل ہیں وہ اس کو ختم ہونے چاہیے اور جیسے میرے دوست نصر اللہ زریے صاحب یہ قرار دالیکر آئے کہ انہوں نے ڈیری فارم کے حوالے سے میں انکو بتانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: گھنٹے تک تو اسمبلی سرپراٹھا یا تھا، ابھی آپ نے دوست بنا لیا دونوں نے۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی/اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: میں آپکو بتانا چاہوں گا کہ اس کی planning ہو رہی ہے اور باقاعدہ طور پر یہ پورے کوئٹہ شہر کے جو ڈیری فارمز ہیں، وہ DC کے through list بھی آچکی ہے، جس میں انہوں نے requirement دی ہیں، ہم نے 10 ہزار فٹ کے اوپر ایک ڈیری فارم کا design بھی کر چکے ہیں۔ جو انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں کچھ گھروں کیلئے بھی رہائش دیں۔ تو اس کی بھی planning ہو چکی ہے۔ اور انشاء اللہ ہم جلد سے جلد انکو announce کر کے اُدھر انشاء اللہ منتقل کرائیں گے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پچھلی گورنمنٹس میں، انہیں کے پاس یہ وزارتیں تھیں، قبضے ہوئے تھے، جو late ہونے کی وجہ ہے۔ قبضے ہوئے تھے۔ اور ان قبضے چھڑانے میں بھی مجھے بڑا time لگا ہے۔ اُدھر قبضے چھڑانے میں، land mafia کے ساتھ تھا، پتہ نہیں کن کے ساتھ انکے تعلقات تھے کہ وہ جگہیں انہوں نے قبضہ کرائی تھی، خدا گواہ ہے پتہ نہیں کیا کرایا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ ڈیری فارم کو ابھی منتقل کرنے میں time لگ رہا ہے۔ ابھی ہم نے operation کیا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زریے: time بتادیں کب تک ہو جائیگا۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی/اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: ہاں۔ میں انشاء اللہ انکو بتا رہا ہوں کہ یہ جو planning ہو چکی ہے انشاء اللہ جلد سے جلد ہم اس کو کریں گے۔ کچھ آپ ہمیں time دے دیں۔ اور اگر آپ چاہتے ہیں تو میں آپ کو دفتر بھی بلا لوں گا۔ اور آج آپ ایک اور بات بھی بتانا چاہوں گا چیئرمین صاحب! آپ بھی کوئٹہ شہر سے ہیں۔ ہمارے کوئٹہ کا ایک Master plan کے حوالے سے ہم نے planning کی تھی، اسکا tender کیا تھا کہ planning کے حساب سے۔ تو اس کا work order تیار ہو گیا ہے اور انشاء اللہ میں کچھ دنوں میں ہفتہ یا دس دن کے اندر اس کا program بھی رکھوں گا۔ میں یہ جو اپنے اپوزیشن کے دوست ہیں کوئٹہ کے یا گورنمنٹ کے، انکو بھی بلاؤں گا دعوت دوں گا کہ کوئٹہ کے حوالے سے جو

اچھے مشورے ہیں وہ بھی لئے جائیں۔ جیسے انہوں نے garage کا کہا ہم نے garage والوں کو بھی نوٹس دے دیا ہے۔ اور میں بتانا چاہوں کہ جناب اسپیکر صاحب! میرے دوست رکن نے، جذباتی ہو گئے اور انہوں نے کہا ”کہ زیارت میں جو Prime Minister صاحب نے اعلان نہیں کیا“۔ اگر میرے دوست پوری تقریر انکی سُننے تو کاش انکو یہاں چیننے پر اور یہ جو انکا جو طبیعت خراب ہو رہی تھی اتنی۔

جناب چیئرمین: شکر یہ بیٹھ جائیں بس۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی / اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: بات یہ ہے کہ میں آپ کو بات بتانا چاہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب!۔۔۔ (مداخلت)۔ میں جناب اسپیکر صاحب! میں بتانا چاہوں گا۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب چیئرمین: آپ کی قرارداد کی حمایت میں بات کر رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت)۔ صحیح ہے بیٹھ جائیں۔ پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی / اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: میں جناب اسپیکر صاحب! میں بتانا چاہوں کہ 10 سیکمیں، 140 سیکمیں بلوچستان کی۔ جناب چیئرمین: قرارداد پر آئیں۔ جی قرارداد پر بات کر لیں۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی / اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: ایک منٹ، دو منٹ جناب اسپیکر صاحب! میں کرونگا۔۔۔ (مداخلت)۔ میں انکا ڈیشن تو نہیں ہوں۔۔۔ (مداخلت)۔ جناب چیئرمین: اس کو منظور کر لیتے ہیں اُس کے بعد پھر آپ بات کر لیں۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی / اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: ایک منٹ اُنکے بیچ میں بات کرتے رہے۔

جناب چیئرمین: اس پر رائے لیتے ہیں اُسکے بعد پھر بات کر لیں آپ۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی / اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: نہیں نہیں! دو منٹ۔ دو منٹ میں۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: وزیر اعظم کا قرارداد سے کیا تعلق ہے۔۔۔ (مداخلت)

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی / اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: میں پھر کرونگا۔ جناب اسپیکر صاحب! دو منٹ۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب چیئرمین: بات یہ ہے کہ آیا قرارداد نمبر 115 منظور کی جائے ہاں یا ناں میں جواب دیں؟۔

جناب چیئر مین: قرارداد نمبر 115 منظور ہوئی۔ جی ابھی!

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کونسل ڈویلپمنٹ اتھارٹی / اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: جناب چیئر مین! آپ یقین کریں کہ میرے دوست نے اتنی بڑی غلط بیانی کی، یہ ایک اسمبلی کے فلور کے اوپر، یہ ایک پورے بلوچستان کے یہاں فیصلے ہوتے ہیں۔ انہوں نے اتنی غلط بیانی کی کہ فیڈرل میں چالیس اسکیمیں جو ہیں approve ہوگئی ہیں فیڈرل میں۔ اور میں انشاء اللہ آپ کو لا کر دکھاؤں گا۔

(نصر اللہ زریے صاحب بغیر مائیک کے بولے)

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کونسل ڈویلپمنٹ اتھارٹی / اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: آپ مجھے دو منٹ بات کرنے دیں زریے بھائی! آپ بیٹھیں دو منٹ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب نصر اللہ خان زریے: جناب چیئر مین! وہاں پر زیارت میں وزیر اعظم گئے۔ وہاں پر اُس نے کون سا میگا پروجیکٹ کا اعلان کیا، کون سا روڈ کا اعلان کیا، کیا کیا اُس نے یہ مجھے بتاؤ؟ ابھی وفاقی پی ایس ڈی پی آجائے گی، اُس میں آپ دیکھ لیں کہ کتنی ہمارے پاس اسکیمات ہونگے۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کونسل ڈویلپمنٹ اتھارٹی / اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: جناب اسپیکر! آپ نے فلور مجھے دیا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زریے: نہیں، یہ غلط بیانی ہو رہی ہے۔ یہ وزیر اعظم نے زیارت کے عوام کو زحمت دی۔ (مداخلت۔ شور)

جناب چیئر مین: آپ سلیقے سے بات کر لیں۔ طریقے سے بات کر لیں آپ۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کونسل ڈویلپمنٹ اتھارٹی / اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: مجھے دو منٹ بات کرنے دیں۔۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب نصر اللہ خان زریے: نہیں، جناب چیئر مین! ان کو بٹھا دو پھر ہم بیٹھ جائیں گے۔

جناب چیئر مین: آپ نے تقریر کی۔ اب اُس کی بھی بات سنیں جو اب تو سنیں اُس کا۔

جناب نصر اللہ خان زریے: نہیں، نہیں اس طرح نہیں ہوگا۔

جناب چیئر مین: آپ کامؤ قف آگیا ابھی ان کامؤ قف بھی سنیں آپ۔ بتا رہے ہیں آپ کونسا۔

جناب نصر اللہ خان زریے: نہیں میرا مؤ قف نہیں آیا ہے۔ میرا مؤ قف نہیں آیا ہے۔ مجھے بتاؤ زیارت میں اُس نے کون سا اسکیم اعلان کیا۔

جناب چیئرمین: بتارہے ہیں آپ کوننا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: بتاؤ اسکیم کا نام بتاؤ۔ کونسا اسکیم ہے، کتنے کھرب روپے کا اسکیم ہے، یہ مجھے بتاؤ؟ ویسے لوگوں کو ٹر خا رہے ہو۔ ویسے لوگوں کو جو ہے ناں وزیر پچارے نے واسکٹ اس طرح باندھ کے پہلی سیٹ میں بیٹھا تھا۔

جناب چیئرمین: آپ personal نہیں جائیں، کسی کے اوپر۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: وہ درجن کے قریب تھے، وہ غلط بیانی کر رہے تھے۔ جب وزیر اعظم نے تقریر ختم کی، سب کا ہوا نکل گیا۔

(محمد مبین خان خلجی، رکن اسمبلی بغیر مائیک کے بولتے رہے)

جناب نصر اللہ خان زیرے: سب حیران رہ گئے کہ selected وزیر اعظم نے کوئی چیز وہاں زیارت۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: جی عزیز اللہ آغا صاحب نہیں ہیں، اختر حسین لاگو صاحب نہیں ہیں، اُن کی توجہ دلاؤ notices تھے، اُن کو defer کیا جاتا ہے۔ آپ اپنی توجہ دلاؤ نوٹس پیش کر لیں اگر آپ نے پیش کرنا ہے۔ (مداخلت)

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی/اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: نہیں نہیں، جناب اسپیکر! میں بات کر رہا تھا اور وہ بات نہیں کیا۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔

جناب چیئرمین: بس بحث ختم کر دیں۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی/اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: یہ نہیں ہوگا جناب چیئرمین کہ میں بات کر رہا تھا اور وہ بات نہیں کیا۔ نہیں اس طرح نہیں چلے گا جناب اسپیکر۔ یہ کون سا طریقہ کار ہے یا!۔ جناب چیئرمین: آپ cross-talking کر رہے تھے۔ بس ختم ہو ختم۔ یہ توجہ دلاؤ نوٹس پیش کریں اُس کے بعد بات کریں آپ کو موقع دوں گا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میں وزیر برائے محکمہ بلدیات کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کروا تا ہوں کہ کوئٹہ کے تمام علاقوں کا کچرا میرے حلقہ انتخاب مشرقی بائی پاس نزد بکر امنڈی میں آبادی کے درمیان ڈمپ کیا جاتا ہے۔ جس سے علاقے کے عوام کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ لہذا محکمہ بلدیات کب تک مذکورہ کچرا ڈمپ کرنے کا سلسلہ ختم کرے گی۔ تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب جناب چیئر مین: وزیر بلدیات نہیں ہیں اس کو defer کیا جاتا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ باقی بھی نہیں ہیں، اس کو دوسرے اُس میں کر دو۔

جناب چیئر مین: چونکہ متعلقہ وزیر صاحب نہیں ہیں تو defer کیا جاتا ہے۔ آپ لوگ بحث کرنا چاہتے

ہیں، یہاں آپ دونوں cross talking کر رہے ہیں۔ نصر اللہ خان زیرے صاحب آپ بیٹھ جائیں۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئٹہ ڈیولپمنٹ اتھارٹی / اربن پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ: جناب اسپیکر! میری

بات۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئر مین صاحب! ابھی مجھے یہ بتاؤ کہ یہ تمام defer ہو گئے؟

جناب چیئر مین: جی سارے defer ہو گئے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: سارے defer ہو گئے ابھی آگے، جناب چیئر مین! اس وقت کورم پورا نہیں

ہے۔ House میں کورم پورا نہیں ہے لہذا یہاں اجلاس آپ ختم کریں۔

جناب چیئر مین: کورم کی نشاندہی ہوگئی، گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(کورم کی گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئر مین: چونکہ کورم پورا نہیں ہو رہا ہے اب میں گورنر بلوچستان کا حکم نامہ پڑھ کر سنا تا ہوں۔

### ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article 109(b) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973. Justice (R) Amanullah Khan Yasinzai, Governor of Balochistan hereby order that on conclusion of business, the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Thursday, the 03<sup>rd</sup> June, 2021.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 07 بجکر 55 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆